جناب والا! اگر چہ درخواست دہندہ نے [illegible] اور [illegible] ثبوت پیش

کردہ/ بیان کردہ حقائق کو جھٹلایا جائے۔ جناب والا! یہاں اس بات کو جھٹلایا

جا سکتا ہے کہ ہمارے تعلیمی اداروں کا سربراہ [illegible]

سے ناآشنا شخص ہوتا ہے جس کے باعث ہماری تعلیم پر برا اثر پڑتا ہے۔

درخواست دہندہ نے کوئی ایسی غیر قانونی حرکت نہیں کی جس میں پیشہ ورانہ طور پر

درخواست دہندہ کا [illegible] اگر ایسا کیا ہے تو اس کا ثبوت پیش کیا جائے [illegible] کوئی

ثبوت پیش نہیں کیا اور ہمیشہ کی طرح کوئی ثبوت بھی موجود نہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] دونوں طرف سے آئیں اور درخواست دہندہ اپنی [illegible]

[illegible] درخواست دہندہ کے خلاف [illegible] ان کے خلاف

[illegible] کی جا رہی ہیں۔

لہذا درخواست دہندہ کی درخواست منظور و قبول فرما کر [illegible]

[illegible] فرمایا جائے۔ [illegible] دعا گو رہوں گا۔

عین نوازش ہوگی

العارض

محمد سجاد

(نائب قاصد گورنمنٹ [illegible])

BPS-07 ایبٹ آباد)

سکنہ محلہ اعوان آباد [illegible] ایبٹ آباد

مورخہ 28-July-2020

نقول برائے اطلاع:

ڈائریکٹر ایلیمنٹری اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن پشاور

اسے تسلی دی "کا آرڈر" میں فیصلہ کروا دوں گا
عدیل گرد رہا تھا اور ایسے رہا تھا کہ میں ... ریلیف دلا
اور کہا کہ تم فکر نہیں کرو گے۔ بہر حال جناب والا! قدرت کا کرشمہ دیکھیں کہ
جب میرے وکیل ناصر صاحب نے صاحبزادہ شمس الرحمان سے سوال کیا کہ کیا
کبھی ذیشان ولد نیاز کا بیان نہیں ہوا تو انہوں نے کبھی بھول کر ذیشان
وارڈ میں ذیشان ولد نیاز کا ریکارڈ میں ... فون کالز کا ریکارڈ میں موجود
کا نام لے لیا اور علی دیوان صاحب کی جن فون کالز کا ریکارڈ میں مذکورہ لاکالز شدہ کی تصدیق
عدالت میں جمع کروایا۔ ان فون کالز میں بھی مذکورہ ...

سائل کے پاس ... ہوتی ہے۔
من سائل کو ادارہ میں جاتا رہا اور اس بابت من سائل کے پاس ...
گواہان کا بیان حلفی بھی موجود ہے اور دیگر ثبوت بھی کہ من سائل کو ایسے
واپس کر دیا جاتا اور ایسی لوگوں کی دیر ... ضائع کر دیا جاتا کہ ...
بہانے کا لو سے بار بار سمجھیں یہ لوگ نقصان پہنچا سکتے ہیں لہذا تم بہار
مت آیا کرو اور نوٹس کی اپنی حاضری لگا دیا کرو تم و... بھی معطل ہو
بہر حال جناب والا! ایک طرف تو ایسے ایسے لوگ ایسی ... کی ...
سے ... غلط بیں ... کا ... کر ... کہ جنہیں نظر انداز کر
اور جن سے چھٹی ... کر ... من سائل ہی کو ... کی بنا پر
انتقامی سوچ و رویے کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

... درخواست نہیں دی ...
جناب والا! من سائل نے کبھی بھی کوئی ایم نام درخواست نہیں دی ...
دی اپنا نام بلو کر دی۔ اور اگر وہ ... درخواستیں ایم نام ہیں تو انکوائری
ثبوت ہے کہ وہ درخواستیں حقیقت میں من سائل کی ہیں۔ کیا ان کا ...
شدہ انکوائری کا کوئی فرانزک ہوا یا وہ بغیر انکوائری یا ... کی ...
سے تعین ہوا کہ وہ میری ہی ہیں۔
جناب والا! اس بات کی بھی وضاحت نہیں کی گئی کہ مذکورہ صورت حال
کے پیش نظر جناب عالی میری کوئی شنوائی نہیں ہوتی تو تیجے سے اوپر تک ...
سبھی لوگ آپس میں ملے ہوئے ہیں کہ اپنا اسی ... درخواستیں ...
آپ افسران کو ان درخواستوں کی مناسبت سے کارروائی کرنے کے مجاز ہیں
تاکہ ان ... رہا ...
جناب والا! یہ بات بھی وضاحت طلب ہے کہ ... پاکستان ...
کو ... اپنی شناخت چھپانے کی سہولت کیوں دی ...
پولیس ... ایسی صورت میں اپنی ... صاحب نے اپنے رابطہ نمبر ... موبائل ...
... من سائل ... اور ... درج ...
... اپنی ... درج ... جو وہاں ان کے دفتر
... زیادہ ...
میں لکھی گئی تھی وہ یہاں شدہ ہی نہیں ...

دیا تھا۔
اگر ایک جج صاحب نے مجھ سے شاید مذاق میں فرمایا کہ "اس ترتیب تو آپ
نے گولیاں ڈال دیں اگر آئندہ ڈال دیں تو آپ نے کیا ہو گا؟" تو میں نے عرض کی کہ مجھ
یہ لوگ ادارہ میں کیوں CCTV کیمرے نصب نہیں کرتے تاکہ جو حقیقت میں
گولیاں ڈالے وہ پکڑا جائے؟ یہ لوگ اپنی کرتوت چھپانے کیلئے ایسے مثبت اقدامات
نہیں کرتے ورنہ پھر گھروں میں بیٹھ کر اپنی حاضریاں لگانے تو ایس کے گیٹ وغیرہ وغیرہ۔
جناب والی! چونکہ ادارہ میں نا تو CCTV کیمرے ہیں اور نہ ہی سرکار کے
احکام کے مطابق حاضریوں کا بائیو میٹرک نظام۔ لہذا ہیڈ منسٹریل کلرکس و افسران
کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں اور وہ اپنی مرضی سے حاضریاں لگاتے ہیں اور نابینا لوگ
ناحق اپنی حاضری لگاتے ہیں اور بھی ان کے دستخط ہوتے ہیں۔
جناب والی! جو میں سائل کے ایاز وغیرہ کی سالہا سال تک غیر موجودگی کے
باوجود حاضریاں لگانے کی بات کی کیا اس کی تحقیقات ہوئی ہیں؟
جو میں سائل واضح ہوں سردار نیاز کے حوالے سے بار ہا یہ نکتہ اٹھاتا رہا
کہ وہ ڈیوٹی کر رہا ہے اور اس کی جگہ سردار نیاز کا بیٹا قاری عدیل
یا اس کا بیٹا ذیشان کاغذات میں اپنا نام نیاز ظاہر کر کے ڈیوٹی کر رہا
اور میں سائل بار بار یہ مطالبہ کرتا رہا کہ نام نہاد نیاز کا اور اصلی
نیاز کا CNIC و دیگر سروس ریکارڈ ملاحظہ کیا جائے جو کہ ان دونوں کی اپنی
عمر میں بھی نہیں جبکہ نیاز کی وفات ہو چکی ہے اور قاری عدیل ہو یا
ذیشان ان کی نوکریاں بھی ریکارڈ میں نہیں ہوئیں۔ جب میں سائل نے
اس ضمن میں اینٹی کرپشن ڈیپارٹمنٹ سے رجوع کیا جس کا ذکر فلور ان
کے بر خلاف تبادلہ کی درخواست میں بھی کیا ہے۔ تو اس وقت صاحبزادہ
شمس الرحمان پرنسپل تھا تو اس نے نیاز کو 25 سالہ سروس کی بنیاد پر
ریٹائر کر دیا جو کہ ہو گا یہ لوگ سات سال سے قبل ریٹائر نہیں ہوئے۔ بعد
ازاں سردار نیاز اور سردار ایاز نے والدہ کو فون کر کے دھمکیاں اور گالیاں
دیں جو آپ نیچے فون نمبر درج ذیل ہیں۔
والدہ کا فون نمبر 0313-5944753
سردار ایاز " " 0333-5062310
سردار نیاز " " 0321-9813237
جو مذکورہ ریکارڈ ملاحظہ کرنے سے اور بھی کئی باتیں سامنے آسکتی
ہیں۔
قاری عدیل ایاز نے علاقہ کا تھا اور اراکین ہمدرد کے آئیں کا یعنی سردار ایاز کا
ریکارڈ ملاحظہ کیا جائے تو انشاءاللہ دیگر کاموں کے علاوہ کئی باتیں کھل کر سامنے
آئے گی۔ لہذا ایاز نے لڑکے کو جو نیاز کے ساتھ ہی روتے ہوئے اسے بتایا کہ قاری

ناقابلِ تردید حقائق، دستاویزی ثبوت اور روشن دلائل و شواہد ہیں جنہیں ہرگز جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ مگر ان باتوں کی کوئی پرواہ نہیں کی جا رہی اور آج بھی ادارہ کی عمارت میں پالیسی اور محفوظ عمارت میں گاڑی کھڑی کرنے کے بجائے باہر گاڑی کھڑی کرنے کی مجبوری کی وجہ والا وہ الزام بھی بنایا اور آج بھی عمارت کا راستہ اتنا چھوٹا ہے کہ اس میں گاڑی نہیں جا سکتی۔ اگر جناب والا وہاں خود ادارہ کے باہر بیٹھے تو [illegible] کوئی حیرت بچا کر بھی کوئی غلط حرکت کر سکتا ہے۔

بہرحال جناب والا 90 اور 120 دن کو درکنار، مجھے کوئی ڈیڑھ سال بعد از معطلی بلا جواز چارج شیٹ وغیرہ جاری کی گئی اور میری برخواستگی کا غیر قانونی آرڈر کو 2016-09-20 کو جاری کیا گیا مگر بحال 2016-09-29 سے کر کے بیچ کے دنوں کی سروس [illegible] میری برخواستگی [illegible] بحالی کی ابھی [illegible]

جناب والا! بہرحال کیا حقیقتی طور وہاں وہ تمام بے خلاف بھی دیکھی بلکہ اس سے بھی زیادہ کیا حقہ ہو سخت رویہ اپنایا جائے گا جو میرے خلاف اپنایا گیا۔ مگر وہ غلطیاں بہ درازی حالات جو میرے بارے میں کی اور جن کی میں نے نشاندہی کی ورنہ ان کو پرنسپل اور ولی کمیٹی وغیرہ کو مفروض کیا جا سکتا ہے کہ [illegible] ان کو [illegible] قیود دی جا رہی ہیں۔

5. پہلی بات یہ گزارش ہے کہ کیا ایسی بڑی بڑی لاقانونیت کسی کو نظر نہیں آتیں اور ان کے مقابلہ میں میری ایسی [illegible] کس نام نہاد لاقانونیت کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جناب والا کیا قانون صرف میرے ہی لئے ہے؟ کیا ان کے لئے الگ اور میرے لئے الگ قانون ہے۔ قانون سب کیلئے یکساں اور مساوی ہے تو پھر یہ کیا وجہ ہے کہ ایک ہی قانون مجھ پر کسی اور طرح لاگو ہوتا ہے اور دوسروں پر کسی اور طرح۔

(i) عدالت نے بھی یہ سوچا کہ آخر وہاں کی غیر حاضری والے معاملات کو کیسے نظر انداز کر دیا جائے؟ جبکہ جناب والا کتنی بڑی بڑی لاقانونیتوں اور بدعنوانیوں کو پرنسپل فراموش / نظر انداز کیا جا سکتا ہے

(ii) اگر میں ساہل ہر حاضر ہو قانون کے مطابق محکمہ کو سات دن کے اندر اندر [illegible] ملازم کو [illegible] کرنا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں نہ کیا گیا اب یا تو یہ مانیں کہ محکمہ میں اس قدر بڑے بہانہ کر کے مجھے [illegible] لاقانونیت اور [illegible] وغیرہ ہیں یا میری نام نہاد غیر حاضری کو ختم کریں۔ عدالت نے بھی مخالف وکیل کو سرزنش کی اور ایک جج صاحب نے انتہائی اظہار برہمی کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ غیر حاضر تھا تو آج تک کیا ڈیپارٹمنٹ سویا رہا ہے؟

جناب والا! عدالت نے تو ایسی باتوں پر ہی کوئی انکوائری کا حکم

جناب والا! جن نام نہاد معصوم بچوں کو یہ لوگ بطور ڈھال استعمال
کر رہے ہیں وہ اتنے معصوم بھی نہیں جیسا کہ یہ بھی قرائن(?) نقطہ ہے جس پر
بھی مجھے جرح کا موقع دیا جائے۔

کاش! جس طرح آپ سب کو اس بات کی فکر ہے کہ اکیلے(?) ذہن(?)
دیا گیا اس بات کی بھی فکر ہوتی کہ یہ لوگ جو خود ذرا کاتل / وارثین / سسٹر(?)
بنے ہیں وہ ملک و قوم کے مستقبل کو ذہر(?) بلا کر رہے ہیں ان کا بھی کوئی
مداوا کیا جائے۔

جناب والا! فی الحال اب نہ وہ بچے ہیں، نہ وہ اخبار چھپے(?)، نہ وہ کوٹھیاں(?)
ہیں، نہ وہ ایوارڈ(?) ہے، نہ وہ بیانیے ہیں، نہ ہی وہ موبائل ہے، نہ وہ میموری
کارڈ ہے، نہ وہ ویڈیو کیمرہ(?) ہے اور نہ ہی وہ USB ہے۔ ان سب باتوں کی
انکوائری۔ اس موقعہ کا کوئی وال(?) مقدمہ (Case property) ہے
پائی گئی ہیں۔

اسی نام نہاد / جھوٹے / بے بنیاد مقدمہ کی بنیاد پر جس کی تفصیل گزر چکی
اور جس میں مجھے عدالت نے باعزت بری کیا، مجھے ملازمت سے بھی معطل کر دیا
گیا جو کہ بعد(?) ... عدالتی مقدمہ کی بنیاد پر ملازم(?) ... معطل رہتا(?)
ہے اور آخری فیصلے تک معطل ہی رہتا ہے مگر درخواست نہیں کی بولنا(?) لیکن مجھے
درخواست بھی دیا گیا اور وہ بھی عدالت کے حکم کا انتظار کئے بغیر ہی ہٹایا(?)
معطلی کو انکوائری صرف 90 روز تک ہی ہو سکتی ہے اور اگر اسی عرصہ میں کی مجبوری(?)
پیش آئے تو پیشی 30 دن کے اندر اندر توسیع کی جا سکتی ہے۔ مگر ایسا نہ کیا
گیا اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں 120 دن کے اندر اندر حسب ضابطہ بمطابق
(E and D rule service efficiency 2011) ~~E&D~~ rule
سرکاری ملازم خود بخود سروس پر بحال ہو جاتا ہے مگر خلاف ضابطہ ایسا نہ
کیا گیا نیز دوران معطلی 2016 عیسوی میں غیر قانونی طور پر ڈائریکٹوریٹ
پشاور میں بڑا تبادلہ کر کے مجھے تنگ و پریشان کیا گیا جہاں میں ورکنگ(?)
پوسٹ پر بھی نہ تھی اور دلیل ایسا کی ان مسائل کی غیر قانونی طور
پر انکوائری کی گئی اور کبھی مجھے ادھر اور کبھی ادھر دوڑایا گیا نیز
انکوائری جس ضابطہ صرف ڈیلی(?) سٹیشن پر ہی ہو سکتی ہے جبکہ زیادہ فریق
ثانی نے اپنے بیان کے مطابق فرضی نام نہاد انکوائری دارالامان میں کی گئی
کیا صاحب ادارہ شمس الرحمان سپرنٹنڈنٹ دارالامان نے کا کام(?)
تھا لیکن اس نے یہ کیا کہ یہاں کوئی بد انتظامی نہیں۔

جناب والا! بد انتظامی ہے تو جیسے کہ مذکورہ بالا حالات و واقعات
پیش آئے ہیں اور ادارہ کی گاڑی بھی کو بد انتظامی کی بنا پر چوری ہو گئی جس کا
بھی کوئی ... نے مذکورہ 76 صفحات کی درخواست میں ذکر کیا جو اسے نا قابل

کے آرٹیکل 25-A کا بھی حوالہ دیا تھا جو امتیازی رویہ کی ممانعت کرتا ہے جس
کی خلاف ورزی کرنے پر سائل دوبارہ عدالت سے رجوع کر کے آپ سب کو
فریق مقدمہ بنانے کا حق رکھتا ہوں۔

جناب والا! بہرحال اُس جھوٹی / نام نہاد / بے بنیاد F.I.R کی بنیاد
پر جو مقدمہ مجھ پر بنا اس میں الحمدللہ عدالت نے مجھے باعزت بری کر دیا۔ لہٰذا اس
کی کوئی حیثیت نہیں۔

• جس جھوٹے / بے بنیاد / نام نہاد مقدمہ جو میرے خلاف پولیس کی بنیاد پر
بنایا گیا جو سیاسی و انتقامی سوچ کی عکاسی کرتا ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:
جس کی بنیاد پر میں [illegible] کے درمیان بے جا حراست میں رہا جس
سے مجھے عدالت نے باعزت طور پر بری کر دیا لہٰذا اس کی کوئی حیثیت نہیں تاہم
پنجاب پولیس جو کہ [illegible] کے خلاف اپنی سنگین شکایات اور ایسے ایسے مقدمات
[illegible] کی بنیاد پر بھی بالکل سیدھی کوئی کاروائی نہیں کرتی بار بار ایسے
[illegible] دفعہ 157 کے تحت ایک جھوٹی بے بنیاد رپورٹ [illegible]
کر اُسے [illegible] اور [illegible] نہیں پڑھائی [illegible]
[illegible] ان کے خلاف 157 کی تحت [illegible] کاروائی کرے ضمانت
[illegible]
[illegible] ان کے خلاف کوئی کاروائی نہیں ہوئی جو [illegible] کے خلاف فوجداری کاروائی [illegible]
[illegible] جیسے باعث سرکاری
جرائم جو [illegible] پولیس و دیگر جرائم بالا [illegible]
میری [illegible] کوشش رہی ہے کہ ایسے ظالم لوگوں کو ایسے فلاحی اداروں میں
نہیں ہونا چاہیے اور کسی بھی طرح انہیں نکال باہر کیا جانا چاہیے تاکہ
[illegible] آئندہ [illegible] اداروں میں [illegible]
حکومت [illegible] افسوس کہ ایسا نہیں کیا جا رہا۔

جناب والا! کیا ان [illegible] کے خلاف بھی وہی رویہ
بلکہ اس سے بھی سخت رویہ اپنایا جائے گا جو میرے خلاف اپنایا گیا۔

جناب والا! جب ہم پاکستان سٹیزن پورٹل کے ذریعہ شکایت بحوالہ
اختیارات کے ناجائز استعمال کے تحت کوئی شکایت درج کرتے ہیں تو ایک ہدایت
سکرین پر آتی ہے کہ مذکورہ شکایت غلط ثابت ہونے کی صورت میں آپ کے خلاف
زیر دفعہ تعزیرات پاکستان 182 کی کاروائی کی جائے گی جو کہ ریاست
کا وقت ضائع کرے اور جھوٹی درخواست کی صورت میں [illegible] کے خلاف
ایسا کیوں نہیں کیا جا رہا؟

دیکھی ہیں مگر تنخواہ سے قبل ہی فن سائل کی مجروہ و نوٹ کیلئے انکوائری شروع کر کے ثبوت پیش کرنے کا موقع نہیں دیا جا رہا۔

جناب والا! FIR پہلے اسے نام نہاد FIR بنایا جائے اور یہ بات بھی میرے پیش کردہ / بیان کردہ ریکارڈ کا حصہ ہے کہ پولیس میرے ساتھ گیا جرائم کو [illegible] کر رہی اور ان کے حوالے سے پولیس کا کیا رول ہے؟ جبکہ مذکورہ 76 صفحات کی درخواست بھی قابل ملاحظہ ہے اور اسکے ساتھ پولیس کا رویہ بھی میرے خلاف جو ان افسران نے جعلی و مختلف حکام بالا کو ارسال کئے ان میں خود انہوں نے DPO کو لکھے گئے میرے لیٹر کا ذکر ہے جس کا نہ کوئی حوالہ دیتے ہیں اور نہ ہی لف کرتے ہیں جس سے پتہ چلے کہ مذکوران کے خلاف اگر پہلے ہی تمام متعلقہ درخواستوں پر کارروائی ہو جاتی تو یہ نوبت نہ آتی۔ جناب والا جیسا کہ تفصیلاً بیان ہوا کہ مذکورہ زیر حوالہ واقعہ سمیت دیگر جرائم میں یہ لوگ خود ملوث ہیں تو کیا ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہونی چاہئے تھی۔ کیا صاحبزادہ شمس الزمان کا یہ فرض نہ تھا کہ وہ گواہ وغیرہ کے خلاف بھی کارروائی کرتا۔ [illegible] میرے ساتھ [illegible] بنا لیتا۔ کیا پولیس کا یہ فرض نہ تھا کہ صاحبزادہ شمس سمیت سب کے خلاف کارروائی کرتی؟

جناب والا! اگر [illegible] زیر حوالہ [illegible] پولیس نے [illegible] استعمال کرایا گیا جس [illegible] مجھے بھی [illegible] بنایا گیا۔

تفتیشی نے یہ بات بھی تسلیم کی کہ اس [illegible] میرے خلاف [illegible] تفتیش کرتے ہوئے صرف مذکوران کے طرف سے ہی پیش کردہ میرے خلاف ریکارڈ کو تفتیش کا حصہ بنایا اور میرے [illegible] ریکارڈ [illegible] سائل کے [illegible] ریکارڈ کا حصہ بنایا [illegible] ایسا کیا اور [illegible] تفتیشی [illegible] ادارہ والوں سے [illegible] درخواستیں وغیرہ والی [illegible] تنگ و پریشان کرنے کا الزام لگا رکھے تھے۔

جناب والا! زیر حوالہ معاملہ میں بھی ایسے لوگوں کی ایسی کارستانی و دیگر جرائم کے حوالے سے [illegible] نا قابل تردید حقائق اور دستاویزات [illegible] پیش کر دئے ہیں لیکن ان کے حوالے سے بھی [illegible] اور اس سے بھی سخت رویہ اختیار کرنے [illegible] کا ثبوت دیا جائے تا کہ میرے خلاف اختیار کیا جا رہا ہے۔

نوٹ: فن سائل کی سروس اپیل میں آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان

چنانچہ عدالت نے مجھے ریلیف دیا۔
شاہ نواز کے بیان کے برعکس صاحبزادہ شمس الرحمان نے بیان دیا کہ
اُس نے شاہ نواز کو تفتیش بچانے کا حکم نہیں دیا تھا اور نہ ہی اُسکی یہ ڈیوٹی تھی
جبکہ عبدالرشید صاحب کا یہ کہنا تھا کہ ڈیوٹیز کبھی زبانی اور کبھی تحریری طور
پر تفویض کی جاتی ہیں۔ مگر صاحبزادہ شمس الرحمان کا یہ کہنا ہے کہ ڈیوٹیز باقاعدہ
طور پر سونپی جاتی ہیں۔
پھر یہ کہنا کہ مجھے صاحبزادہ شمس الرحمان نے بچوں کے اقبالی کرکے بیانات تیار
کرنے کا حکم وغیرہ کبھی زبانی طور پر دیا تھا۔ عبدالرشید صاحب کا یہ بھی کہنا تھا کہ
انھوں نے کلیم کے حوالے سے شاہ نواز کو بتائی گئی بات کے حوالے سے کوئی بیان پولیس
کو ریکارڈ نہیں کروایا اور اس دن جب FIR ہوئی اور تفتیشی بیان ریکارڈ
کروانے آیا اس دن وہ چھٹی پر تھے جس کی تصدیق صاحبزادہ شمس الرحمان اُس
وقت کے [illegible] نے بھی کی۔
چنانچہ تفتیشی اپنا اسٹیٹمنٹ [illegible] کے عالم میں ان دو لوگوں صاحبان کے بیانات
کی روشنی میں واضح کر کے نہیں دے سکا یعنی اُس نے جعلی بیان کی بنیاد پر مقدمہ
بنایا اور عبدالرشید صاحب نے بعد شکریہ مجھے اچھا طالب علم بھی تسلیم کیا
میں بے شمار کا شکر گزار ہوں جس نے آج تک میرے ساتھ کوئی ایسی رو اور
قابل اعتراض بات نہیں کی اور پرنسپل پیرزادہ عادل خان صاحب کا رویہ
بھی میرے ساتھ اچھا اور مستند رہا اور وہ نفیس انسان معلوم ہوئے۔ ابتدا ان
کے ساتھ میرا کوئی اختلاف سامنے نہیں آیا میں پرانے پشاور کا بھی شکر گزار ہوں
جو ان تمام تر خراب حالات کے باوجود میرے خلاف مقدمہ میں گواہ نہیں بنا۔
خالد صاحب مجھے جو گولیاں پکڑوا رہے تھے وہ خشک تھیں اور ایک قطرہ بھی
پانی کا ان کے ساتھ نہیں لگا ہوا اور نہ ہی وہ ایسی حالت میں پائی گئیں معلوم ہوتی
نہیں کہ وہ پانی میں بھگو کر رکھ کر لائی گئی ہوں۔ شاید اسکے بعد جب مجھے وہ گولیاں
دلائی گئیں اور جب ہوئی گولیاں مجھے پکڑا دیے گئے کہ یہ گولیاں تم پانی میں ڈال رہے تھے۔ یہاں
یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ وہ گواہان جو بوتل کے ٹکڑوں کی بات کرتے ہیں ان کی
تعداد کو کچھ بیچ میں سے کرکے معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا ایک بوتل میں اتنی گولیاں
ہو سکتی ہیں؟
میرے وکیل نے مستغیث کا کہنا تھا کہ انہوں نے بازار میں جو بوتل خریدا جو تھیں
دوسرے میں بس اتنی گولیاں ملی ہیں۔
و ڈیو کوئی بھی نہیں بنایا۔ مجھے گواہ مجھ پر دباؤ میں لایا جا رہا تھا کہ میں
کسی طرح اعتراف جرم کر لوں جبکہ میں نے کچھ کیا ہی نہیں تھا اور میں سچا تھا
تو میں ان کے دباؤ میں نہ آیا اور کہتا رہا کہ بیان ہے وہ درست ہیں اور الزام لگا رہے ہیں
میں ان باتوں کو نہیں دہرانا چاہتا جو میں سال کے اپنی سابقہ تحریر میں کر

مذکورہ کو پیور سے راک کر دیا گیا تھا کو مذکورہ نے FSL رپورٹ میں تا سال
مشت کیسے آگیا ہیں رپورٹ پر سربراہ ڈیپارٹمنٹ کے بھی دستخط موجود نہیں
اور پالی اپنی دلیل سے لیبارٹری میں بھیجنے کی وجہ کیا تھی۔
شاہ نواز کا یہ بھی کہنا تھا جسکے جس موبائل سے اپنے منہ کی کا ڈیل
اس نے مذکورہ ویڈیو بنائی وہ پولیس نے اپنے زیر حراست بھی نہیں لیا۔ جس سے
ویڈیو میں ردوبدل کے امکانات بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ ویڈیو کا فرانزک بھی نہ ہو
اور شاہ نواز نے کہا اس نے بعد ازاں دوران [illegible] وہ موبائل [illegible]
کا ڈی فروخت کر دیا اور جو اس نے یہ کہا کہ اس نے ویڈیو عبد السلام مقامی
سپرد کر کے ادارہ کے حوالے کی جو کورٹ کے [illegible] میں جمع کرائی تھی اور تفتیش
نے بعد ازاں اس نے وہ ویڈیو [illegible] اور [illegible] کی سنگل میں
اپنے پاس محفوظ کی لیکن اس نے [illegible] بعد ازاں جمع کی ثابت ہوئیں اور پولیس نے بھی
دوبارہ کوئی [illegible] اور [illegible] وہ CCTV کیمرہ کی ویڈیو [illegible]

[illegible]
جن کی آنکھوں کی [illegible] طور پر [illegible] ہو گئی ہیں وہ بھی [illegible] میں [illegible] سے جو اپنے
پانی میں ڈر [illegible] ہوئے دیکھا اور میں اُس وقت وہاں موجود تھا جبکہ جس نام شاد
ویڈیو میں مجھے [illegible] دکھایا گیا تھا۔

جناب والا! [illegible] لوگ اپنے تمام کام چھوڑ چھاڑ کر صرف مجھے ہی دیکھ رہے
[illegible] تھے

[illegible]
تھے اور کوئی بھی آزاد گواہ پیش نہیں کیا گیا جبکہ [illegible] چار دن قبل اطلاع بھی
کو یہ اہل محلہ اخباری نمائندگان و پولیس وغیرہ کو کر موقع طلب کر سکتے
تھے

جناب والا! گواہان میرے خلاف معاندانہ ذہن رکھتے اور [illegible] ہی میری
[illegible] سے نا [illegible] ان کو [illegible] ان بیانات کو نظر انداز کر دیا جائے جو ان
کے متعلق ہیں [illegible]
آپ گواہان پر جرح کرنا چاہتے ہیں کہ اگر میں سوال جاننا [illegible] کو کوئی لکھا ہوا
بیان اپنی انکوائری کا [illegible] صورت میں نہیں تھا اور عدالت نے یہ بھی قرار دیا کہ
بیانات [illegible] کے لئے کوئی ایسا [illegible] کوئی گواہ وغیرہ نے
کی ہیں کو جرح لیں [illegible] میں نے مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر گواہان پر جرح کر
دی [illegible]
[illegible]
ایک تاریخ کر ایک ایک شخص پر بھی جرح کی جائے تو بہت طویل اور برسوں پر محیط
وقت درکار ہے اور میں سوال پورے تنخواہ کے اتنا طویل [illegible] نہیں رکھ سکتا

جناب والی! میں محمد شاہ بیماری کی [illegible] میں زندگی گزار رہا ہوں۔ مجھے شدید احساس کمتری اور عدم اعتمادی کا شکار کیا گیا ہے کہ میں کوئی بھی فیصلہ اچھے نہیں کر سکتا

جناب خالد صاحب جو پہلے آتے تھے کہ اکوڑوں کے بعد از وقوعہ شاہ نواز کے بتانے پر خود ساختہ گیارہ لیٹر پانی کے کور میں سے کچھ عدد تلاش کے گولیوں کے برآمد کیے گئے جن کا کوئی [illegible] گزرنے کے بعد بھی میرے خلاف یہ لوگ کوئی ثبوت اور گواہ پیش نہ کر سکے تو میں سائل نے زیر دفعہ 265K ضابطہ فوجداری اپنی بریت کی درخواست دی اور میرے وکیل نے [illegible] پانی دوائی کی ضمانت کے متعلق بھی جج صاحب کو بتایا جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ تو ان کے اپنے وکیل نے بھی میرے حق میں دلائل دینے شروع کر دیے

نوٹ:

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ مقدمہ تو میرے خلاف سرکار کی ہوا اور وکیل بھی سرکاری ہونا چاہیے تھا جس نے اس مقدمہ میں اکثر زیادہ دخل اندازی کی اور اقربا [illegible] کے عزیز [illegible] ذہنیت یعنی [illegible] جو کہ ارادہ میں جو [illegible] بسبب [illegible] میرے خلاف کیس میں ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے [illegible] کی حمایت کرتا رہا اور عدالت چلایا تھا اور مقدمہ بھی اسی نے وکیل ملک [illegible] ٹریبونل میں بھی ان کے موقف کو ایڈووکیٹ جنرل [illegible] کرنے [illegible] نہیں کیا

[illegible] ناصر [illegible] صاحب نے کہا کہ

بہر حال [illegible] عدالت میں میرے وکیل [illegible] صاحب نے کہا کہ [illegible] اور دو چار باتیں [illegible] صاحب نے کی چار باتیں اگلی تاریخ پر میں نے کرنی ہیں [illegible] درخواست [illegible] مجھے تمام ہیں لہذا اسے بری کر دیا جاوے [illegible] حوالے سے یہی حقائق سامنے نہ لائے بلکہ صرف دو چار باتیں کر کے اکتفا کرتے تحفظات تھے

[illegible]

[illegible] معاملہ [illegible] بیان شامل [illegible] کیا گیا بیان [illegible] دفعہ 161 ضابطہ فوجداری دیا گیا بیان [illegible] خالد صاحب نے اپنا [illegible] کو زیر [illegible] اسی طرح [illegible] حالت بھی بدل دیا اور کہا کہ یہ بیان بالکل نہیں [illegible] اور کہا کہ انہوں نے [illegible] میں پولیس کے حوالے کر دیا گیا جس کی پولیس نے تفتیش کی اور کہا کہ انہوں نے کور [illegible] آپ خود [illegible] اگر [illegible] بیان [illegible] مجھے [illegible] آ اور [illegible] نہیں ہوتی [illegible] کا پلیٹ [illegible]؟ [illegible] اور اگر [illegible] خالی تھا تو وہ گولیاں کیسے [illegible] شدہ اور [illegible] شدہ [illegible] اس بیان کو تسلیم کیا جائے کہ میں داخل ہو [illegible] شاہ نواز نے [illegible] پلیٹ میں [illegible] اس نے کور میں سے گولیاں نکال کر [illegible]

شدید احتجاج کیا تو مجھے بمورخہ 2-11-2019 کو [illegible] بمقام [illegible]
تھانہ ایبٹ آباد زیر دفعہ 337J / S11PPC علت نمبر 1044 FIR مقدمہ بنا دیا
گیا جس میں بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے [illegible] بعدالت ایڈیشنل
سیشن جج 1 ایبٹ آباد مقدمہ نمبر 42/4 مورخہ 5-08-2019 کو بری ہوا۔
جس کے خلاف نہ تو کوئی محکمانہ اپیل کی اور نہ ہی ری ٹرائل ہوا مگر مقدمہ کا
انتظار کئے بغیر ہی مجھے محکمانہ طور پر آرڈر نمبر (5743-48) کے ذریعے مورخہ
23-09-2016 کو ملازمت سے برخواست کیا گیا جس کا اطلاق مورخہ 05-09-2016
سے غیر قانونی طور پر کیا گیا۔ کیونکہ آرڈر پہلے کیا جاتا ہے اور اس کا اطلاق بعد میں
[illegible] آرڈر کا اطلاق ماضی سے کیا۔ جس کو قانون
کی زبان میں "ریٹرو اسپیکٹو آرڈر" کہا جاتا ہے۔ جس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں
ہوتی اور ایسے حکم ناموں کو عدالت منسوخ کرکے بحالی کا حکم [illegible]
[illegible] عدالت نے [illegible] کی اور
[illegible] اور اسی طرح [illegible] کے حوالے
[illegible] عدالت نے مجھے [illegible] بحال کیا [illegible] انکوائری
[illegible] انکوائری کا حکم دیا [illegible] انکوائری آئے
کی صورت میں کوئی مناسب قانونی کارروائی کی جائے اور [illegible] آپ کی صورت
میں مجھے [illegible] شکایات کا ازالہ کیا جائے۔ لیکن آپ افسران وغیرہ
[illegible]
[illegible] عمل درآمد [illegible] میرے خلاف [illegible]
[illegible] انکوائری کر کے مجھ کو برخواست کرنا اور اپنے جرائم پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں
تاکہ مجھے [illegible]
پاس کوئی [illegible] اور میری عزت و شہرت کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں
کیا اسی کا نام فلاح و بہبود ہے۔ آپ [illegible] میری کوشش
[illegible] کرتا ہوں
اور خواہ آپ کے [illegible] تو بھی آپ مجھے معاشرہ میں باعزت
مقام پر کام کرتے نہیں دیکھنا چاہتے جو کہ انتہائی افسوسناک اور شرمناک ہے۔
تحمل حسین [illegible] کو بتاتا ہے کہ میں [illegible]
اس بناء پر بھی ادارہ کو اپنا محسن مانتا ہوں کہ مجھے [illegible] اور
[illegible]
میں [illegible] کیونکہ [illegible] کبھی بھی اس
مقام پر نہ پہنچ سکتا۔
کیا تحمل وغیرہ اس بات کو کھلا [illegible] کبھی کسی جرم داری
میں میری مدد کی ہے؟

جناب والا! قانون شہادت بھی یہی کہتا ہے کہ جس جرم کا جس بھی طریقے سے ثبوت حاصل ہو سکتا ہو تو وہ طریقہ اختیار کیا جائے۔ لہذا میرا مطالبہ یہ بھی ہے کہ انہیں اور مجھے سب کو سخت حلف دے کر اور قرآن دے کر ایک ایک بات کے بارے میں پوچھا جائے۔ نیز ان کے چہرے کا تاثرات اور ان کی باڈی لینگویج کو بھی بذریعہ ویڈیو ریکارڈنگ جیسا کہ عدالت میں بھی کیمرہ لگا ہوتا ہے۔ ریکارڈ کا حصہ بنایا جائے اور دیکھا جائے کہ یہ لوگ کس طرح میرے خلاف ان الزامات کے بھی مدعی اور گواہ بن جاتے ہیں؟ اور ایک دوسرے کی روز روشن کی طرح عیاں باتوں پر بھی پردہ ڈالتے ہیں۔

جناب والا کیا آپ افسران و دیگر لوگ بیان حلفی دیں گے کہ آپ خلاف قانون و انصاف [illegible] ذہن کے مطابق کاروائی آگے نہیں بڑھائیں گے؟

میرا اور قیصر زمان صاحب جب فون پر [illegible] باتیں کر رہے تھے تو مجھے ان کی [illegible] آواز سنائی دی کہ "اچھا! جس طرح [illegible] سمجھا تھا ویسا ہی [illegible] یہ چنانچہ میں [illegible] کہ عدالتی فیصلہ پر عمل درآمد میں جو تاخیر ہو رہی ہے شاید اس کی وجہ یہ ہو [illegible] مذکورہ [illegible] کا علم [illegible] والا [illegible] ہو رہی [illegible]

قیصر صاحب ان کی ناجائز فیور کرتے ہوئے یہ بھی کہہ رہے تھے کہ "آپ سے غلطی یہ ہوئی کہ آپ نے ریلیف گرانٹ کیا جبکہ اس کی طرف سے منفی فیڈ بیک آیا۔ اگر ریلیف دیا ہوتا تو [illegible] فیڈ بیک آ جاتا [illegible] یہ بات [illegible] اس لیے [illegible] ہدایات [illegible] دوبارہ [illegible] ریلیف دیا ہوتا یا اگر [illegible] کے مطابق ریلیف نہیں مل سکتا تھا تو کہہ دیتے کہ ریلیف نہیں دیا جا سکتا۔ فوری جناب والا اور اعلیٰ عدلیہ سے گزارش ہوگی کہ ان کی اس دن کی بات چیت متعلقہ ٹیلی فون کال کو ملاحظہ کی جائیں۔

قیصر صاحب نے مجھے انتہائی دکھی اور پریشان کرتے ہوئے کہا کہ "اگر دور [illegible]

جناب والا! ایسی ہی باتوں سے تنگ آ کر میں سائل نے ان لوگوں کے خلاف قانونی جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔ دیکھا آپ نے کہ یہ لوگ مجھے کس کس طرح اور کہاں کہاں بدنام کر رہے ہیں۔

چنانچہ جب میں نے ان لوگوں کے خلاف انتہائی تنگ آ کر مختلف فورمز پر درخواستیں دیں تو یہ لوگ میرے خلاف ہو گئے اور انتقامی کاروائیوں پر اتر آئے جن کا میں نے جواب دے دیا اور [illegible] ان لوگوں نے ناجائز طور پر بلا وجہ میرا تبادلہ پشاور کر دیا جس کے بعد بڑی مشکل سے جب میں واپس ایبٹ آباد آیا اور میری [illegible] شاہ نواز [illegible] جن لوگوں نے میرے پیسے کھائے ہیں وہ مجھے پیسے بھی واپس نہیں کر رہے تھے۔ جس [illegible] کے شدید

بہرحال جناب والی! میرے پیش کردہ ریکارڈ کو بالخصوص [illegible]
وغیرہ نے کس طرح پڑھایا یا عدالت نے اس بات کی وضاحت ضروری
نہیں سمجھی کہ انکوائری کمیٹی کو ریکارڈ پیش کرے یا کوئی اور۔ بہرحال کمیٹی کو انکوائری
سے روکنے کا بڑا نقصان ہوا ہے جس کے باعث آپ کا قابل اعتماد افسران کے سامنے
میں حقیقت اس کو ظاہر نہیں کر سکتا جس سے انکوائری کو نقصان ہوا۔ البتہ
یہ گزارش کروں گا کہ مسلمہ حقائق کی بنیاد پر جو میں مسائل گواہان پر
جرح کر سکوں وہ ناقابل تردید وڈیو ریکارڈنگ کی شکل میں بھی ہونی
چاہیے اور گواہی / بیان کو میرے سامنے عدالت کی طرف سے لکھ کر مجھے مذکوران
کے اعتراضات / سوال و جواب / جرح کا موقع دینے کے بعد اسے بھی درج کیا
جائے اور مذکورہ ریکارڈنگ اور تحریری بیان کی نقول ہر جرح کے بعد
فوری طور پر مجھے فراہم کی جائیں اور انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے
بیانات میں رد و بدل کے امکانات کو ختم کیا جائے اور جو شخص ایک
بات مرضی سے کہتا ہے تو اسے بار بار اپنا بیان بدلنے اور اپنے بیان کے مطلب
کا ادراک کر کے [illegible] اجازت نہ دی جائے۔

مجھے یاد ہے کہ عدالت نے اسی طرح کی جرح کے بارے میں مخالف وکیل
سے سوال کیا تھا جس پر سوائے شرمندگی کے ان کے پاس کوئی جواب
نہ تھا۔ امید کرتا ہوں کہ اس مرتبہ وہ غلطیاں نہیں دہرائی جائیں گی
جو پہلی انکوائری وغیرہ میں دہرائی گئیں جس کے باعث محکمہ کو انتہائی
شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔

جناب والی! اگر آپ افسران ایماندار اور غیر جانبدار ہیں تو کیوں
ان افسران وغیرہ کے خلاف ایکشن نہیں لیا جاتا۔ جنہوں نے غلط طور پر
مجھے ملازمت سے برخواست کیا اور کروایا۔
کیا ان سے وہ تمام فنڈز واپس لئے جائیں گے جو میرے خلاف ناجائز
طور پر خرچ کیے گئے اور اتنا عرصہ کام نہ کرنے کے باعث جو ادارہ کا
نقصان ہوا۔

نہ ہی ایسے فیصلے میں لیتی۔

مذکورہ نام نہاد الزام یا وقوعہ کا ایک ہی عینی شاہد جسے قانون کی زبان میں "star witness" بھی کہتے ہیں۔ شاہ نواز تھا جس کا بھی بیان پہلے گزر چکا ہے جو کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ لڑکی میں کیا ملایا گیا۔ وہ مزید یہ بھی کہتا ہے کہ میں کلر بلائنڈ بھی نہیں ہوں بالکل تندرست ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ میں نے کتنے فاصلے سے ڈرائیور اور لڑکا دیکھا اور اس کی شکل اور لڑکی کا رنگ بھی مجھے معلوم نہیں۔

وہ بیانات بھی بدلتا رہا اور لڑکے مختلف رنگ بتاتا رہا جو کہ وکیل نامزد مشتاق صاحب نے ریکارڈ کئے۔ ان تضادات کو بھی دیکھا جائے تو حقیقت بتا کر چیزیں اچھی طرح عیاں ہو جاتی ہیں اس وقت اکثر گواہوں نے کہی لیکن بعد ازاں مالوس بھی کر دیا۔

جناب والا! آپ جناب بھی تو اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ جرم خلاف قانون لیکن آپ سے انصاف کی توقع کیوں کر رکھ سکتا ہوں جبکہ پاکستان میں ادارے اور افراد اپنے کام قانون کے مطابق ویسے بھی آزاد نہیں ہیں اور جس طرح کی انکوائری میں سائل کا ابتلا ہوا وہ فرد واحد یا کسی ایک ادارے کے بس کی بات نہیں ہے اگر کوئی اور محکمہ ہوتا تو وہ اپنے متعلقہ ملزم و ملازم کے خلاف خود ہی اینٹی کرپشن یا F.I.R جیسے کسی متعلقہ / مجاز ادارہ کو کیس ریفر کر دیتا لیکن یہاں نہ تو خود محکمہ کی طرف سے کسی حقیقی ملزم و مجرم کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے اور نہ کسی اور محکمہ سے متعلقہ خدمت لی جاتی ہے بلکہ اگر کوئی اور شکایت کرے تو اسے جرم تصور کر کے جیسا چاہیں سزا دے دیا جاتا ہے۔

جناب والا! محکمہ وغیرہ کو ادارہ کی بیان کردہ خرابیوں مثلاً ریاضی نہ پڑھانے اور سبق نہ دینے کے خلط ہونے کا بخوبی علم ہے اور یہ لوگ خلاف ورزی کر کیا کہ اگر کبھی ایسی ہی چھاپے وغیرہ میں یہی باتیں نہیں کرتے جیسے میں یہاں کر رہا ہوں؟

میں صحیح ہوں باقی سب غلط ہیں فریق سائل نے سب کو پریشان کرنے کی کوشش کی۔ اس مقدمہ کو عدالت نے کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے ان کی کوئی بھی قبول نہ کی حالانکہ جج ایڈیشنل سیشن جج - 1 ایبٹ آباد جو کہ میرے خلاف ہو گئے تھے کیونکہ میں نے ہمت او دیانت اور ٹیسٹ او دیانت کرپٹ سیشن جج نے بھی اول کھول کر شروع کر دیئے تھے۔ انہوں نے بھی محمل کا مذکورہ قیوم صاحب سے ملتا جلتا بیان سن کر کہا" نہیں یہ کوئی نہیں یہ بیان ڈر والے کا لگتا ہے۔ اس حوالے سے اگر کوئی گواہ ہے تو بتائیں" محمل نے کہا کہ " میں کلاس سے گھر آیا تو آگے شور مچا ہوا تھا کہ پانی میں ڈر ملا دیا گیا ہے"۔

محمل کے مذکورہ بالا بیان پر جو قیوم صاحب سے ملتا جلتا تھا میرے وکیل نام مشتاق کو بھی شدید غصہ آ گیا اور ڈر والی بات پر وکیل سمیت ہم سب کو ہنسی بھی آ گئی اور وکیل نے مسکراتے ہوئے۔ انگریزی میں کہا " سر No single eye witness of this case" ~~eye witness~~

اسی طرح نام مشتاق صاحب نے غصے میں یہ بھی کہا کہ یہ فیملی ڈرامہ نکال کر لے آئے ہیں۔ اور ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہیں۔

جج صاحب نے انہیں ٹالتے ہوئے کہا۔ بس آپ لوگ جائیں آپ کی کوئی بھی ہوگی" چنانچہ یہ لوگ ناکام و نامراد واپس لوٹے اور بعد ازاں میرے وکیل نام مشتاق صاحب نے محمل کے حوالے سے جج صاحب کو بتایا کہ وہ ان لوگوں کی انتہائی شریف اور معصوم "بچے" ہیں اور انہوں نے کئی مرتبہ اس محمل کو پانچ سو روپے دے کر سڑک پار کرائی لیکن بعد ازاں انہیں اتنی شدید نفرت ہو گئی کہ انہوں نے اپنے دفتر میں مجھ سے بھی کہا کہ میں تو لعنت بھیجتا ہوں ایسے لوگوں پر"۔

جناب والی ایک بات تو روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ آج تک وقوعہ کا کوئی ایک بھی ایسا عینی شاہد نہیں جو کہتا ہو کہ اس نے فریق سائل کو خود اپنی آنکھوں سے مذکورہ پانی میں ڈر ملاتے ہوئے دیکھا اور یہی بات عدالت

161

اگر Ndomezo ایک جگ میں ملایا گیا پانی باقی ڈالو گیا وہ پانی
گرا کر نیا پانی بھرا گیا اور اسمیں گولیاں ملائی گئیں۔
جیسا کہ [illegible] جو بیان کیا گیا یعنی پانی میں کچھ ملا کر کا
شبہ ڈالا گیا اور جب یہ لوگ جگ کو لیکر تشریف لے گئے جسکی تصدیق علی
زمان صاحب نے بیان میں کی [illegible] اور ذیل اسٹاف [illegible] نے
شیر خان [illegible] ثبوت ایسا کچھ پانی لوٹا میں [illegible] کر کے پانی پانی
گرا دو [illegible] اس نے بتایا کہ وہ [illegible] صاحبزادہ شمس الرحمن [illegible]
پانی گرا چکا ہے۔ جبکہ کیس میں عموماً کولر کا ہی تذکرہ ہوتا رہا۔ لوٹا
کا نہیں۔ نیز صاحبزادہ شمس الرحمان نے بھی [illegible] کہا تھا
کہ اس نے [illegible] پانی [illegible] حکم دے دیا تھا [illegible] پانی [illegible]
سوال یہ ہے کہ وہ پانی گرانے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور اگر وہ واقعی
ضائع کر دیا گیا تھا تو پھر [illegible] اسمیں کو بیان کہاں سے آئیں؟ جناب والی!
F.S.L کی رپورٹ [illegible] پانی میں [illegible] دوا ملائی گئی لیکن یہ
نہیں بتائی کہ کون سے پانی میں اور کس نے اور کب گولیاں ملائیں؟ وہ
رپورٹ کسی نے [illegible] نہیں بتائی۔
کیا وہ پانی گرانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اسمیں [illegible]
ملزم نے کوئی چیز ملائی تھی۔ یا انہوں نے کسی خطرناک دوا کا بعد میں پانی
میں ملانے کا اقدام کیا؟
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

خصوصاً ایسی صورت حال میں جبکہ چار دن پہلے بقول ان لوگوں
کے انہیں اطلاع ملی تھی۔ اب یہ لوگ یہ بھی فرما کے خلاف ڈھنڈورا پیٹتے
ہیں کہ اگر وہ پانی کوئی بھی پیتا تو اسکا کون ذمہ دار ہوتا۔
جناب والا یہ بات تو میں بھی بتاتا ہوں۔ بعد از وقوعہ بھی ان لوگوں
پانی کو سیل نہیں کیا گیا کوئی بھول کر بھی بستی کا پانی پی سکتا
تھا اور پولیس بیانات کے مطابق شام سات بجے کے بعد تفتیشی نے کنویں کو
آ کر سیل کیا۔

جناب والا! بعد ازاں یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے کچھ ٹکڑے کنویں کے
پانی سے نکالے تھے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں معلوم نہیں کہ کیا
چیز تھی۔ نہ ہی ہمارے پاس کوئی ٹکڑے نکالے گئے اور پولیس کو پانی میں
مل بھی نہیں سکے کہ مذکورہ F.S.L رپورٹ کیسے آئی۔

جناب والا! عدالت نے بھی تو ایسی ایسی باتیں سن کر انکوائری کا
حکم دیا اور دیگر ایک ایک دلیل پر جرح ہمارے اطمینان کو فراہم کیے
اصل معاملے پہ پردے ڈال کر مسائل کو عدالت سے دور کیا گیا اور مسائل
کو پیچیدہ بنانے کیلئے یہ واقعہ کس نے اور کیسا کیا۔

F.I.R میں بھی اس گولیوں کا ذکر نہیں بلکہ یہ کہا گیا کہ کچھ
ڈالتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔

کہتے ہیں کہ کیمرے کی آنکھ بھی دیکھ رہی تھی اور یہ سب لوگ بھی
دیکھ رہے تھے لیکن معلوم کسی کو نہیں کہ کیا ملایا گیا؟؟؟!!!

اب جہاں تک رہی یہ بات کہ رپورٹ میں فاسفائڈ نامی جو ہے
وار دوا کی تصدیق ہوئی تو مندرجہ بالا حقائق یہ ثابت کرتے ہیں
کہ وہ رپورٹ ہر مسائل کے خلاف نہیں رہا۔ اس شخص یا اشخاص کے
خلاف ہیں جس ... جانبداری کا اظہار ہوا ہے۔

جناب والا! آخر کنویں کے ناقابل استعمال پانی میں وہ گولیاں
ڈالنے کا کیا مقصد تھا۔ کیا رپورٹ اس کنویں کے پانی کی تصدیق نہیں کر

حق دعویٰ کی گواہی اگر والدین کے خلاف بھی ہو تو اس سے دریغ نہ کرو
جبکہ اسکی اپنی عدالت یہ کہہ رہی ہے کہ ایک بچے کو کیا اسکی جھوٹی حلفیہ اور
گواہی کے ذریعے بچے کا بھی دفاع کرتا ہے۔

جناب والی! ایک اور اپنے خاندانی شاہ نواز کے بیان کے نکات حسب ذیل ہیں

- اس شخص مجرم سجاد کے سابقہ کردار سے ہم بخوبی واقف ہیں اور ایک شخص ولیم نامی جسے میں نہیں جانتا اس کے علاوہ رشید صاحب ادارہ کے معلم کو اس شخص نے ادارے کے کوریڈور میں ذلیل کر کے ادارہ سے نکلوا دیا گیا جنہوں نے مجھے اس پر نظر رکھنے کو کہا۔
- ایک دن میں اچانک کھڑکی بجانے کیلئے نکلا تو اسے کوریڈور کے پاس موجود پایا اور یہ جیب سے پیلٹ نکال رہا تھا۔ میں نے موبائل سے اس کی فلم بنانی شروع کی اور اس نے جیب سے ایک پیلٹ نکالا مجھے معلوم نہیں کہ اس نے کوریڈور میں کہاں ملایا۔
- سجاد کی Mobility انسانی کمزوری ہے اور یہ بغیر مدد کے نقل و حرکت نہیں کر سکتا اور اس کی [illegible] ایک منزل پہ تھی اور کوریڈور پہلی منزل یا گراؤنڈ فلور پر تھا اور یہ بغیر مدد کے نہیں آ سکتا تھا۔ اگر میں جانتا کہ اس [illegible] اور روک سکتا تھا لیکن میں نے جان بوجھ کے نہیں روکا۔

جناب والی! ادارے کے سابق وکیل جناب ناصر مشتاق صاحب
جن کا موبائل نمبر 0345-9583436 ہے سے اس بات کی تصدیق کی
جا سکتی ہے کہ فیصل قتل کیس میں عدالت سے 5 دفعہ [illegible] کو صرف
اس وجہ سے [illegible]
کر دیا [illegible] شاہ نواز [illegible] جرم [illegible] موجود
آج بھی آزاد دندناتا پھر رہا ہے۔
[illegible]
[illegible]

ڈیری فارم اور 76 صفحات کی درخواست کا نوٹس لیتے ہوئے مطابق
جسٹس شکر اللہ مرزا کو ریفر کر دیا جو کہ یہ لوگ بھی اسی حکومت کے ماتحت
ہیں جس پر آپ نے بڑا اعتماد ظاہر کیا اور جواب 76 نمبر کا جواب بھیجنے
کے دوران کسی تعزیب کی طرف سے NAB(KP)/KP 1120-10/CVC/2010 241
موصول ہوا ہیں ان سے یہ انتہائی مودبانہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا
کہ انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے میرے کیس کا انتہائی گہرائی سے مطالعہ کیا ہے
لیکن شاید انہوں نے وہ ای-میل بھی پڑھی ہو جو میں نے ارسال کی
اور جسٹس ڈی-وی-ڈی ریکارڈ کا میں نے حوالہ دیا جو میں نے شکایات
بمع دیگر ثبوتوں کے جن میں آڈیو ثبوت بھی شامل ہیں اور نیز دیگر ریکارڈ
ڈاک ارسال شدہ شکایات کی رسیدات کے علاوہ حکام کو بھیجی گئیں ای-
میل کے سکرین شارٹس وغیرہ جو میں نے ڈی-وی-ڈی پر مع الزامات
بھی جمع کروائی اور قلعہ و دیگر دفاتر کے ریکارڈ کا بھی حصہ ہیں جو کہ
ان شامل یہ افسر مجبوری و تمام ریکارڈ فی الحال پیش کرنے کا مجاز
ہوں لہذا اس کی صورت [illegible] حاصل کی جائیں۔ وری دانستہ میں نے
بالکل سب کا لی لیس پیش کیا ہے۔ تمام صوبائی اداروں کے علاوہ وزیر اعظم بھی
ان کے خلاف مناسب ایکشن نہیں لے رہے اور اگر یہاں [illegible] سے ایک
ادارے کی طرف سے انہوں کا حساب لگایا جاتا ہے [illegible] اپنی اداروں
کو لوگوں پر [illegible] جا سکتی ہے۔ صرف مثال یہ بات بھی [illegible] انسانیوں کے
احساسات کا خون کرنے والی حکومت کے تحت قوانین میں بھی تبدیلیاں
کر دی ہیں لیکن اب بھی الحمدللہ یہ ملک کا آئین اور اسلامی آئیڈیالوجی
اور جیسے سب [illegible] اور جمہوری قوانین کا حامی ہے۔ آزادی آزاد
ہے کہ وزیر اعظم [illegible] کا [illegible] نہ کرنے والی
زبان جو میرے خلاف لکھا زبان استعمال کرتے ہوئے کہتا ہے
کہ یہ تو اپنے باپ کے خلاف بھی بولتا ہے حالانکہ جو شریعت والدین
کا تعظیم مقام متعین کرتی ہے وہی شریعت یہ بھی حکم دیتی ہے کہ

بہر حال میں نے موصوف سے یہ بھی کہا کہ الحمدللہ آج جبکہ کوئی بھی
ہر انسان کو [illegible] کے ساتھ [illegible] کا پورا ساتھ لے کر اپنے اور والدین
اس بھی خبر ہے ساتھ ہیں اور تمام تر اختلافات کے باوجود ہم ایک ہیں
ہیں مگر موصوف کے پہلے سے طے شدہ ذہن کے مطابق اپنی ضد پر قائم رہے
میں سائل نے ان کی توجہ معذور افراد کے ساتھ روا رکھے جانے والے
امتیازی سلوک اور ان کے وجود کو تسلیم نہ کرنے [illegible] والی جس
پھر میں سائل [illegible] اور PTI کے لیڈر اقتدار میں آنے سے قبل کے موصوف
کے قبل از [illegible] کا حوالہ دیا تو موصوف نے اس کو ماننے سے
انکار کر دیا اور اگرچہ باقی معاف کا دوسرے نکات پر اچھا تعاون [illegible] مگر
جیسے لوگوں کی وجہ سے اب مذکورہ دفتر بھی میرے لیے قابل اعتماد نہیں
رہا۔
موصوف نے کہا کہ ایک خاتون کہ معذور شخص کو کوئی زیادتی کرتی نہیں
ملتے میں نہیں مانتا اگر ہم لوگ آپ کے ساتھ اتنی ہمدردی کرتے ہیں تو وہ
کیوں نہیں۔ حالانکہ اگر اس بات کو جزوی طور پر تسلیم کر بھی لیا جائے تو
ہمارا بھی یہ بھی رشتہ ہے معذور کے اپنے ملک دوسروں کی طرح بھی حق ہوتی
ہے اور غیر معذور بچوں کے ساتھ بالعموم اور معذور بچوں کے ساتھ بالخصوص
والدین کا جو یہ رویہ ہوتا ہے کہ بچوں کی ذہنی [illegible] بیماریاں ان کی
مرضی کے خلاف ان کی بہتری اور [illegible] کے نام پر کر دی جاتی ہیں جن
کے نتائج اچھے برآمد نہیں ہوتے اور دیگر فلاحی ادارہ جات و تنظیمات
تو ایسے [illegible] نام نہاد
[illegible]
[illegible]
[illegible] کو چھوڑ دیا جاتا ہے لیکن
[illegible]
بہر حال میں [illegible]

جہاں حکومت کو ایسے منفی اقدامات روکنے کی ضرورت ہے وہاں
والدین کو آزاد چھوڑ کر اور ان کے خلاف ایسی دھوکا دہی کی فوجداری
مقدمات قائم کرے تمام انکوائری وغیرہ کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے
علی زمان اور اپنا ذمہ داران جیسے جن افراد نے غیر قانونی طور پر ادارہ میں
کئی غیر فیس داخلہ کیا۔ ان سے وہ تمام ہاسٹل اخراجات وغیرہ جو حکومت
نے ان پر خرچ کیا واپس لینے کی ضرورت ہے جس سے سرکاری خزانے میں
ایک خطیر رقم جمع ہو سکتی۔

جناب والی! میں نے سائل کو حکومت و ریاست اور ادارے کے مفاد کی خاطر
دیانتداری سے ادا کیا ہوں۔ اگر اس کا صلہ مجھے یہ ملنا چاہیے تھا تو مجھے دیا گیا۔
بہرحال جب میں نے کورٹ TPM RU میں گیا تو میرے اپنے واضح موقف
کے باوجود انہوں نے مجھے کہا گیا کہ کالج کا موقف جانے بغیر وہ کوئی بھی
یکطرفہ اقدام نہیں کریں گے۔ لیکن میرے خلاف یکطرفہ طور پر منفی رویہ
اختیار کرتے ہوئے کسی کو بھی مجرم نہیں ٹھہرایا گیا۔ میں نے کہا کہ
کہ آپ سے غلطی ہو گئی کہ انکوائری ڈائریکٹرز آپ کے ایجنٹس
خلاف آ گئیں۔ حالانکہ عدالتوں میں محکمہ نے بھی اپنا یکطرفہ ریکارڈ
پیش کیا اور میں سائل نے بھی اپنا مکمل ریکارڈ پیش کیا جس کو
عدالت سروس ٹریبونل نے آپکی رائے تمام نام نہاد انکوائریوں کو
کالعدم کر کے منسوخ فرمایا اور دوبارہ انکوائری کا حکم دیا لیکن موصوف
بار بار عدالتی فیصلہ کی بھی خلاف ورزی کر رہے ہیں اور اپنے رہے ہیں کہ
عدالتیں کچھ نہیں کر سکتیں اور وغیرہ وغیرہ فیصلے کے لئے بس اور ہمیں پریشانی
اور مصیبت میں ڈال دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات ... نے بھی تسلیم
[illegible]
موصوف نے پہلے خود ہی تحریری طور پر قبول تسلیم کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں
سائل کو کوئی بات کا علم ہی نہیں ہوتا تھا اس نے میرے خلاف کیا لکھا
تھا دیا ہے اور کیا کارروائی ہو رہی ہے۔

KP250119-1194862 -KP2-50119-119 شکایت نمبر
سینیٹرز کو ڈیل شکایت نمبر
دیگر میں اپنے گواہ محمد اور ولی خان کا بھی ذکر کیا ہے جسے محکمے نے
نہیں بلایا اور پہلے کو عدالتی کیس کا غلط بیان بنا لیا گیا مگر دور
اذان بھی نا بلایا گیا اور وہ پنجاب میں مقیم ہیں اور یہاں اصلی
جان کو خطرہ بھی ہے لہذا اسے پنجاب میں ہی رہنا جانا چاہیے
نوٹ: جب ہم نے سائل کی سروس بحالی کا حکم نامہ جاری
ہوا تو سائل نے کوئی بھی شکایت محکمہ سماجی بہبود و خصوصی تعلیم
خیبر پختونخوا کے حوالے سے کوئی بھی شکایت اور [illegible] درج نہیں کروائی
اور حتی کہ جیسے بحکم [illegible] سروس [illegible]
ہے اور ڈی کونسل انکوائری بھی نہیں تک محدود ہے لہذا پورے پاکستان کے
جوڑے ہیں سائل شکایات جمع نہ کروانے کا پابند نہیں۔ نہ ہی اس مسئلہ
کے متعلق جو دیگر دفاتر میں معاملات التوا میں ہیں۔ ان کے حوالے سے اور نہ
ہی تنظیمی امور کے متعلق ایسا کرنے کا پابند ہے۔
KP66019-303016 شکایات درج شکایت نمبر
سائل نے اپنی جن شکایات
میں جن پہلوں اختر صاحب کا ذکر کیا ہے جو پہلے بینا تھے اور انتہائی
پڑھے لکھے شخص ہیں جن کی ماسٹر ڈگری تو ریاضی کے حوالے سے نہیں تاہم
وہ واحد پاکستانی ہیں جو نابینا ریاضی دان ہیں [illegible]
وہ نابینا افراد میں [illegible] ریاضی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔
انہوں نے بھی میری باتوں کی تصدیق کی اور مجھے ان شکایات میں بھی
بلیک میل جو میری باتوں کا یہی ثبوت ہے۔ جناب والا جیسا کہ تمام
تمام ممالک میں پڑھائے جا رہے ہیں ملک میں نابینا افراد کیلئے
کوئی سائنس اکیڈمی [illegible] موجود نہیں اور آرٹس میں [illegible] کی سطح پر
ریاضی بھی مکمل طور پر نہیں پڑھائی جاتی جو لازمی مضمون کا درجہ رکھتی
ہے جس کو [illegible] کا کوئی [illegible] نابینا افراد
تعلیم مناسب کاری ولاؤ میں کی اسناد پر ایک سوالیہ نشان ہے

کی ریاضی کا ثبوت ملتا ہے اور وہ بھی پوری نہیں پڑھائی جاتی بلکہ
اپنے دعوؤں کہ "معذوری مجبوری نہیں اور معذوری کو مجبوری نہ
بنائیں" اور "ہم سب کو ایک نابینا آدمی کی طرح کرتے اور کر سکتے ہیں"
کے برعکس ایسا بتایا جاتا ہے کہ ہم ریاضی نہیں پڑھ سکتے اور دوسروں کی سطح
تک صرف جنرل سائنس اور جنرل آرٹس ہیں جو ریاضی ہوتی ہے وہ بھی
کسی کو نہیں پڑھائی جاتی اس کے آگے جب اور اوپر آفیسر کے امتحانی
قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایسا بتایا گیا کہ نابینا
کیلئے تلاش کیا جاتا ہے جس سے متعلقہ مضامین آتے ہوں اور وہ خود
ہی ان مضامین کے پرچے حل کر دیں۔ نیز حسب ضابطہ نابینا
امیدوار / امتحان دہندہ کو الگ کمرہ امتحان، نگران وغیرہ فراہم
نہیں کیے جاتے اور جدید دور کے تقاضوں کے مطابق امتحانات CCTV
کیمروں کے زیر نگرانی بھی نہیں لئے جاتے بلکہ امتحانی عملہ کیسا تو نا.
جائز ملی بھگت کر کے ان پر [illegible] حل کیا جاتا ہے اور
انتہائی جاہل لوگ غیر قانونی اسناد حاصل کر کے دیگر سرکاری رعایتیں
حاصل کر کے اعلیٰ ملازمتیں اور سہولیات تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں
اور اگر انہیں نوکریاں نہ ملیں تو ان پڑھ لوگ بھی جنہوں نے مذکورہ
کورس بھی اختیار نہیں کیا ہوتا وہ بھی نوکریوں کیلئے روڈ بلاک کر کے
پر دباؤ ڈال کے اپنے مطالبات پورے کروا لیتے ہیں اور سد باب نہ
ہونے کے باعث یہ لوگ مسلسل پھیلتے جا رہے ہیں جو قوم کے مستقبل اور
ریاستی اداروں کیلئے انتہائی تباہ کن ہیں۔ نیز ان اداروں میں
میں یہ بھی تربیت دی جاتی ہے کہ آپ نے لازماً سرکاری ملازمت
حاصل کرنی ہے اور [illegible] جو
سرکاری ملازمتوں کے حصول کے بغیر ناممکن ہے اور یوں معذوری
حالت روز بروز گھمبیر ہوتی جا رہی ہے اور
اس حوالے سے ہم سائل نے اپنی شکایات بذریعہ پاکستان

ہمیں انگریزی پڑھایا کرتے یا کتب کے فقدان کے باعث انہوں نے ایل
فرنٹ انگریزی کی کچھ کتابیں بریل پر لکھیں جو اس مشین کا
استعمال انھوں نے ہمیں نہیں سکھایا جو طلباء اس سے ناآشنائی کے باعث
بریل میں ریاضی بھی نہیں جانتے تو ہم انھیں انگریزی کا استاد سمجھتے تھے۔

موسیقی اور صنعہ یعنی چارپائیاں وغیرہ بننے کے جو اضافی
مضامین ہمارے ان نابینا ادارہ جات میں اکثر کاغذی حد تک ہیں
اور یہ آپشنل مضامین ہیں یعنی پڑھے جیسے طلباء جنکی آواز اچھی تھی
وہ تو پھر بھی کسی قدر موسیقی کے مضمون میں کچھ آگے ہو جاتے تھے
لیکن بحمل جسکی آواز موسیقی میں اچھی نہ تھی وہ لوگ سٹا بھی
جسکے باعث میوزک ٹیچر راحیل عباس صاحب اسے اسی نام سے پکارا
کرتے تھے تو ایسی طلباء کی منع میں ایک دن بھی کلاس نہ ہوئی اور نہ
ہی موسیقی میں یہ لوگ کچھ کر پاتے تھے مگر چونکہ ایسے مضامین کا صرف
اورل ٹیسٹ ہوتا ہے اور ان کا ریکارڈ مرتب نہیں کیا جاتا جو پنجاب
میں تو پھر بھی کھوڈ ایبٹ ایسا ہوتا ہے لیکن یہاں بالکل بھی نہیں ہوتا
اور ریاضی کا مضمون بھی کھوڈ ایبٹ صرف ریاضی کی نابینا افراد کیلئے مخصوص
سلیٹ پر ریاضی کا مضمون کھوڈ ایبٹ پڑھایا جاتا ہے مگر بریل میں
نہیں جسکے باعث ان مضامین کا کوئی ریکارڈ نہیں اور اساتذہ اپنی
من پسند کی بنیاد پر امتحانی نمبر لگا کر پاس کر دیتے ہیں۔

مذکورہ بالا دعووں کے برعکس کسی بھی پیدائشی یا ایسے نابینا
جس نے شروع ہی سے ان اداروں میں تعلیم حاصل کی ہو کو زیادہ
سے زیادہ مڈل تک کی ریاضی کی پڑھائی جاتی ہے اور وہ بھی صرف لائق
طلباء کا یہ حال ہے نالائق طلباء کو تو بنیادی ریاضی وغیرہ بھی نہیں
پڑھائی جاتی مضامین ثبوت ان سے ٹیسٹ لیے پر انشاءاللہ مل
جائے گا۔ وہ لوگ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بالکل نارمل تعلیم
دے دیتے ہیں ان کے اپنے نصاب میں بھی صرف میٹرک تک کی جنرل آرٹس

کا حصہ سمجھتے ہوئے شادی بیاہ کی تقریبات میں پہن کے جایا جاتا
اور جن سائل نے اتنے بڑے بڑے حقائق بیان کئے اسکے باوجود بھی ان
کا رویہ کس قدر تکلیف دہ ہے اور ستم ظریفی یہ کہ میری ان باتوں
کو محض کہانیوں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لہ
کیا ذوالفقار کی موت کے واقع کو یہ لوگ جھٹلا سکتے ہیں جس
کا تذکرہ میں نے بار بار اپنی تحریر میں کیا ہے۔
ذوالفقار کے پاس بھی مذکورہ پانچ سالہ تجربہ سرٹیفکیٹ
بھی نہیں تھا بلکہ وہ بھی بڑی عمر میں غیر قانونی طور پر یہاں زیر تعلیم
تھا اور جماعت دوم سے ادارہ ہی میں تھا کا تھا۔ مگر اسے ناجائز طور پر
پرائمری/ پانچ سالہ تجربہ کا سرٹیفکیٹ دے دیا گیا تھا۔
اسی طرح دیگر لوگ آغاز ادارہ یعنی 1986ء میں ادارہ میں
آئے یا وہ ہیں اور اسی طرح پڑھتے یا اچھی اسی ادارہ کا نام
بنیاد پانچ سالہ تجربات سرٹیفکیٹ دے دیا گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ
1986ء میں انہوں نے اس ادارہ سے مذکورہ سرٹیفکیٹ کیسے / کیوں
کر حاصل کر دیا۔
انہی اساتذہ میں ایک مذکورہ یونس صاحب تھے جنہوں نے
مجھے خود بتایا اور ان کی وہ ٹیلی فون کال بھی ریکارڈ کا حصہ ہے جس
میں وہ الفیصل فرینڈز نابینا واقع نیو سول لائنز نزد اقبال سٹیڈیم
فیصل آباد سے اپنی بریل سیکھنے اور وہاں کے افراد سے شناسائی کے بارے
میں بتا رہے ہیں۔
بحمل حسین دانش کی وہ ریکارڈنگ بھی جن سائل نے عام
بالا کروا ای۔ میل کی۔ جس میں اس نے تصدیق کی کہ ہمیں مضمون کے
مضمون کے بارے میں اپنے زمانہ طالب علمی میں کچھ بھی علم نہ تھا اور
ایک دن بھی ہماری یہ کلاس نہیں ہوئی اور نہ ہی ہمیں اس بات
کا علم تھا کہ یونس صاحب کی پوسٹ کیا ہے بلکہ ہمیں سمجھاتے جو وہ

بڑی بات ہوتی ہے. ثاقب حسن صاحب کے پاس آئی اے ایس پڑھا
ہوا ہے. وہ آپکے مخالف نہیں ہے. اتنے زیادہ لوگ آپکے خلاف کیوں ہیں
آپکی تو فیملی میں بھی بڑے افسر ہیں. جس پر میں بھی غصے میں آ گیا
بار ہو گیا اور ایسے گھٹیا اعتراضات کا جواب من سائل پہلے بھی دے چکا
تھا لیکن موصوف بھی مخالفین کی زبان بولنے لگے. حالانکہ جب ایسی ہی
بھی زندگی کے بارے میں ایک بات کسی نے وزیر اعظم خان صاحب سے ان
کے متعلق کی، تو انہوں نے اظہار برہمی کرتے ہوئے کہا. " کوئی لیڈر بھی ہوتی
ہے، کوئی ایئر ہوسٹس بھی ہوتی ہے، کوئی اسسٹنٹ بھی ہوتی ہے، کوئی نرس بھی
ہوتی ہے کوئی اخلاقیات بھی ہوتی ہے۔

جناب والی! بدین وجہ انتہائی مجبور ہو کر من سائل اپنی مختلف
شکایات میں جو ان لوگوں سے متعلق ہوتی ہیں اپنے ذاتی حالات بھی
بیان کر دیتا ہوں تاکہ باور کروایا جا سکے کہ مخالفین کا دوہرا پن قدرے
تکلیف دہ ہے اور اس اس طرح. مجھے ذلیل و خوار کیا جا رہا ہے اور
مجھ پر اس طرح دباؤ ڈال کر میرے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کر کے
مجھے ان لوگوں کی جانب سے اپنی ہر بات منوانے پر مجبور کیا جاتا ہے. اس
ضمن میں بھی جو تحفظات الدرسے پہنچ رہے ہیں اسکے ذمہ دار بھی یہی لوگ
ہیں. جناب والی!

حکومت و ریاست کسی محکمے یا اتھارٹی کا کیا کام بنتا ہے کہ کسی کے
ذاتی معاملات میں کوئی دخل اندازی کرتے ہوئے انہیں اچھالا جائے. البتہ
ریاست کی جن امور میں مداخلت کا جواز ہے یعنی کسی پر کوئی تشدد ہو رہا
ہو یا کسی کے حق و راثت سمیت جملہ حقوق اس سے چھینے جا رہے ہوں اور
نام نہاد فلاح و بہبود کے دعوے داروں کا تو یہ بنتا ہے کہ وہ ایسے
متاثرہ معذور افراد کی مدد کریں اور انہیں انصاف دلوائیں جبکہ
صورتحال برعکس ہے یہ لوگ تو بس چھوٹے چھوٹے معاملات پر معذور
افراد کے اہل خانہ کی تنقیص کیا کرتے تھے کہ معذور افراد کو معاشرہ

اور پوری دنیا اس کی دشمن ہے۔ جو کہ ناقابلِ معیار حق ہے اور نہ ہی پیش کردہ حقائق اس کی تائید کرتے ہیں ورنہ من سائل کسی بھی حال میں کسی سے بھی مطمئن نہ ہوتا اور کسی کی بھی تعریف نہ کرتا اور نہ ہی کوئی من سائل کی۔ لیکن ریکارڈ پر موجود ہے کہ بورڈ اور دیگر محکمہ جات کے حوالے سے شکایات میری طرف سے بہت کم ہوتی ہیں اور ان کا مثبت فیڈبیک مل جاتا ہے۔ سوائے اس محکمے لیکن کسی کے دباؤ میں آکر اپنی رائے تبدیل کرنا میرے حقِ آزادیٔ اظہار پر ڈاکا ہے۔

بہرحال میں اس بات پر ان کا شکر گزار ہوں کہ میں دفتر میں بیٹھ کر شکایات لکھنے کے حوالے سے انہوں نے میری مدد فرمائی اور میں نے وہ شکایات انگریزی میں لکھوائی جو کہ انہوں نے مجھے یہ بڑی اہمیت کی مدد دی وہ خصوصاً ہمارے ناسناساف میں ہیں لیکن بدقسمتی سے مجھے ہمیشہ منفی انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ میری کوئی اچھائی بیان نہیں کی جاتی۔

بہرحال جو مجھے اچھا لگنے والا مذکورہ کاغذات میں منفی انداز میں پیش کیا ہے تو یہ حق کی طاقت ہے۔ ورنہ من سائل کا کوئی کمال نہیں۔ اب قیصر صاحب جو پہلے میرا امتحان لے رہے تھے اور میں نے یہ سوچا کہ یہ شکایت تو گھر سے بھی کی جاسکتی تھی میرے آنے کا کوئی فائدہ تو ہو۔ تو جب میں شکایت وہیں بیٹھ کر لکھوا رہا تھا تو وہ یہ ظاہر کرنے لگے کہ انہیں میرے کیس کا پہلے سے علم ہے جو پہلے وہ انجان بن کر مجھ سے سوالات پوچھ رہے تھے اور جو موقف میرا شروع سے ہی رہا ہے اب میرے دل کی بات ان کی زبان پر آ گئی اور کہنے لگے کہ آپ کو تو معلوم ہی نہیں ہو پا رہا کہ آپ کے خلاف کیا ہو رہا ہے۔ اور یہ بھی کہنے لگے کہ آپ کا کیس ڈائریکٹ میں پڑا ہوا ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ جب انہوں نے ڈائریکٹ میں بات کی تو پھر وہ مخالفین کے سحور بن کر پروپیگنڈہ میں آ گئے اور مجھ سے آ کر کہنے لگے کہ ڈائریکٹ میں

کے سلسلہ میں عملہ کو ہدایت جاری کروائی جا سکے تو پہلے تو کرونا
کا بہانہ بنا کر ہمیں وقت دینے اور کسی بھی جگہ اکٹھا ہونے کے ممنوع ہونے
سے انکار کر دیا گیا جو بعد ازاں بڑی مشکل سے اجازت ملنے پر جب
ہم نے اپنا مدعا بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم سروس معاملات کو ڈیل
نہیں کرتے لیکن میں نے کہا کہ میں جو شکایات لے کر آیا ہوں یہ غیر پیچیدہ
اور بہت واضح ہے جس بات کو بالآخر بعد شکریہ مان لیا گیا۔ پہلے
میں کوآرڈی نیشن دو دفعہ وقت میں بھی چیف سیکرٹری شکایات سیل
پرفارمنس مینجمنٹ ڈیپارٹمنٹ پوائنٹ آؤٹ کرتا تھا۔ جس کے انچارج اس
بڑی عمر کے تھے اور آن لائن شکایات کے معاملہ کو اتنا نہیں سمجھ
کے لیکن بذریعہ رجسٹری ڈاک شکایات کا بہتر اندراج ہو جاتا اور
یہی انہوں نے مجھ سے کوئی غلط اور خطرناک بات نہیں کی جیسا کہ قیصر
رحمان صاحب نے باتیں کیں۔ موصوف اس وقت بھی خیبر پختونخواہ
سٹیزن پورٹلز کو ڈیل کرتے تھے اور میرے خلاف نام نہاد مخلصانہ انکوائریاں
اور اس حوالے سے جو ضلعی انتظامیہ کا غلط موقف تھا اس بناء
پر میری پورٹل کی شکایات کو ناجائز طور پر بند کر کے مجھے ریلیف
نہیں دیا کرتے تھے۔
اب بھی ابھی قیصر صاحب سے ملاقات ہوئی اور بعد میں
مجھے ان کی پہچان ہوئی وہ اب بھی مجھے سٹیزن پورٹل کے بارے میں
لیکچر دینے لگے جس دوران میں پہلے ہی مایوس ہو چکا تھا اور ملازمت ختم
ہو جانے کے باعث آج کل گویا کہ میں موبائل جیسی بنیادی سہولت
سے بھی محروم ہوں تو جب انہوں نے مجھے ڈاؤنلوڈ موبائل ایپلیکیشن
انسٹال دوبارہ کرنے کو کہا تو میں نے اپنا معذرت پیش کیا۔ انہوں
نے کہا کہ کسی بھائی دوست، یا پڑوسی کے موبائل میں انسٹال کر لو جو
دراصل میرا امتحان لینا چاہتے تھے جو حق الیقین زمانے کے خلاف پروپیگنڈہ
کر رکھا ہے کہ اس کی کسی سے بھی نہیں بنتی اور یہ پوری دنیا کا دشمن

3. تعلیمی محکمہ خصوصاً بورڈ اور جامعات کی امتحانی بے ضابطگیوں جن کے باعث بے جا جاہل لوگ بھی امتحان پاس کرتے یا جعلی اسناد کے ذریعے آگے آجاتے ہیں کا جائزہ لینے کیلئے کم از کم اس شعبہ کا بھی کوئی ایک نمائندہ شامل کیا جائے۔

4. جوان لوگوں کے حوالے سے محکمہ ملی انتظامیہ سے بڑے اختلافات ہیں اور یہ لوگ بڑے خلاف جس کمشنر آرڈر کی بات کرتے ہیں۔ جس کی من سائل نے بارہا وضاحت کی تو اس معمہ کو حل کرنے کیلئے محکمہ ملی انتظامیہ کا بھی کوئی نمائندہ شامل کیا جائے۔

5. قاری خورشید و قاری ایاز یعنی سردار برادران کی فرضی اسناد کی انکوائری کیلئے سابق DCO ایبٹ آباد کی قائم کردہ انکوائری کمیٹی کی طرف سے فریقین کو بھی اس میں شامل کیے جائیں۔ وغیرہ وغیرہ

چونکہ مذکورہ شکایات 24064 انکوائری کیلئے ایڈیشنل اسسٹنٹ کمشنر-3 ایبٹ آباد جناب عنبر محمود صاحب کے پاس بھیجی گئی تھی جس پر انھوں نے اپنی سفارشات اس حوالے سے جناب ڈپٹی کمشنر صاحب کو ارسال کر کے کہا کہ یہ کمیٹی قائم کرنا چونکہ میرے دائرہ اختیار میں نہیں اور وہ بہت اچھے آدمی تھے۔ لیکن DC صاحب نے ان کی سفارشات کو یکسر نظر انداز کر کے بلکہ شکایت بند کر دی اور یہ تعصب دیا جا رہا ہے کہ مجسٹریٹ AAC3/ ایبٹ آباد کی انکوائری بھی خواہشات میرے خلاف ہے حالانکہ انھوں نے معاملہ فہمی سے سماعت کی اور جو کچھ وہ کر سکتے تھے انھوں نے کیا اور مزید ایکشن کیلئے D.C صاحب کو لکھا اور ان پر چونکہ دباؤ بھی تھا لہٰذا اس سے زیادہ ان کے بس کی بات نہ تھی۔ بہرحال جب من سائل چیف سیکرٹری آفس میں 2-06-20 کو مذکورہ بالا غرض سے والدہ ام کے ہمراہ پیش ہوا تو کہا گیا کہ چھوڑیں سود عدالتی معاملہ میں لڑنے کی بجائے آئے واضح عدالتی حکم یعنی من سائل کی سروس بحالی و ڈنوول انکوائری پر عمل درآمد

کہ کوئی مکمل وار / ذمہ دار ذریعے بازیابی میں ملالی جائے تو میں اسے اپنا ا
اگر یہ لوگ مر گئے اور وہ بھی دوران ملازمت تو اپنا حادثہ تو
ان کے ورثاء کو اور بھی زیادہ رقم دینی پڑے گی اور انکے خلاف
تمام شکایات بھی ختم کر دی جائیں گی۔ جب کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ پہلے
بھی یہ لوگ جو بے دردانہ لوٹ مار کر چکے ہیں وہ بھی واپس سرکاری خزانے
میں جمع کروائیں اور اپنی اعمال نیکیوں اور بدعنوانیوں کے جو جو راز ان کے سینوں
میں دفن ہیں وہ بھی یہ لوگ اگل دیں تاکہ آئندہ کیلئے بھی بہتر حکمت عملی
بنائی جاسکے ابتدا میں اکیلا بار بار ہرگز نہیں چاہتا اگرچہ قدم پھر تھا کہ اس
یہ کام از خود بصورت میں کارروائی کر لیتے۔

2. جناب والا! خصوصاً فوجداری مقدمات میں ٹیلی فونک ریکارڈ بہت
زیادہ اہمیت کا حامل ہے اور یہ باتیں وہ، مجھے دوران فون کال کہتا رہا
جیسا کہ بار بار میں اپنی شکایات میں نمبر بھی درج کرکے کال ریکارڈ حاصل
کرنے کا مطالبہ کرتا رہا۔

جناب والا! عدالت نے اس بات کی وضاحت تو اپنے فیصلہ میں
نہیں کی کہ جو بھی انکوائری محکمہ خود ہی کرے یا کوئی اور؟ لیکن مذکورہ
وجوہات کی بناء پر چونکہ محکمہ کے افسران میرے لئے قابل اعتماد نہیں ہیں
پیدا ہونے والے مسائل، بار بار دی گئی مختلف شکایات خصوصاً اپنی جنرل خط/ 01 سیریل
لوڈنل شکایت نمبر 94064 میں مطالبہ کیا کہ انکوائری کیلئے ایک غیر
جانبدار انکوائری کمیٹی مقرر کی جائے جس میں محکمہ ہذا کا نمائندہ ہو تو
کے علاوہ دیگر محکمہ جات کے فنڈز جز ذیل نمائندگان بھی مقرر کئے جائیں
ٹیلی فونک ریکارڈ خصوصاً پیاٹ کیس، سپروائزر گورنمنٹ اسٹور ٹ نار
ڈی پلانٹیشن اسسٹنٹ آباد/ BPS-17 جناب عبدالحمید صاحب (افغانی) کے معاملہ
میں PTA، FIA اور NADRA کے ارکان شامل ہوں۔
لوسین معاملات اور ان کی محکمہ زیادتیوں اور ناانصافیوں کے حوالے سے
اس محکمہ کا بھی کوئی نمائندہ آفسر شامل کیا جائے۔

من سائل نے مذکورہ بالا 76 صفحات کی درخواست میں اس جانب
بھی توجہ دلوائی تھی کہ اس بات کی بھی تحقیق ہونا باقی ہے۔ گولیاں
کس نے خریدی تھیں۔ میرے سامنے تو ایک قریبہ یونس صاحب نے یہ
گولیاں بازار سے لی تھیں اور گواہان مذکورہ نے اس بات کا بھی
اعتراف کیا تھا کہ یہ گولیاں بازار / مارکیٹ سے باآسانی دستیاب
ہیں اور عام دستیاب ہیں۔ چنانچہ من سائل نے موقف اختیار
کیا تھا کہ یونس صاحب کو بھی شامل انکوائری کرنا چاہیئے اور میں
نے ڈی نوول انکوائری میں دیگر گواہان کے علاوہ ان پر بھی جرح کرنی
ہے لیکن انہیں پہلے ہی ریٹائر کر دیا گیا ہے۔
جناب والا! بعد از ریٹائرمنٹ کون سی محکمانہ انکوائری
ہو سکتی ہے اور کس کی ACR وغیرہ خراب ہو سکتی ہے مجھے بھی کو
بحال کرنے کا آخر یہی مقصد ہے کہ میرے خلاف محکمانہ انکوائری اور
کاروائی کی جا سکے جو کہ انتہائی افسوسناک ہے۔
جناب والا! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر من سائل از خود
گولیاں خرید سکتا تھا تو اسے فلیم سے مانگنے کی کیا ضرورت تھی جو کہ خود بھی
نابینا ہے۔ نیز اپنے اہل خانہ اور دوستوں وغیرہ کو چھوڑ کر آخر فلیم
کا ہی انتخاب کیوں اور اس حوالے سے بیان کیوں نہ لیا گیا۔
جناب والا! دراصل یہ فلیم بھی ان لوگوں نے ایک طرح کا
اپنا ایجنٹ چھوڑا ہوا تھا جو مختلف حیلے بہانوں سے مجھے کسی طرح
پھنسانے کی کوشش کرتا تھا مثلاً کبھی مجھے کہتا کہ میں پستول لے کر
ابا کو قتل کرنا چاہتا ہوں تو اس میں میرا ساتھ دو یا مجھے رقم سے مدد دو
اور یا ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ پستول میں تمہیں لے کر دوں اور تم اس
پر گولی چلاؤ یا میں خود چلا لوں گا بس تم میری مدد کرو کسی اور سے
بھی یہ خدمت لی جا سکتی ہے لیکن میں اس سے کہتا کہ میں کوئی
قانونی جدوجہد میں مصروف ہوں۔ اس طرح وہ خود مجھے مجبور کرتا

انہیں سزا دینے کا بھی کوئی حق نہیں رکھتی۔

جناب والا! ہمیں یہ بھی اجازت دیتی ہے کہ اگر کوئی کسی کا رزق چھیننے کی کوشش کرے یا جن لوگوں پر اس کی مدد کرنا لازم ہو وہ مدد نہ کریں تو ایسے شخص اور اشخاص پر جو کہ بندے کا حق ہوتا ہے بندہ وہ زبردستی ان سے اپنا حق چھین سکتا ہے۔ خواہ اس مقصد کے لئے کسی کی جان ہی کیوں نہ لینی پڑے۔ البتہ جنسی فعل (صورت حال) ویسے بھی عوامی قوانین کا اطلاق نہیں ہوتا۔

جناب والا! کیا حضرت خضر نے اس بچے کو قتل نہیں کیا تھا جس کا بڑے ہو کر گمراہ ہونا یقینی تھا۔ جناب والا جب ایاز سے میری آخری ملاقات ہوئی تو اس نے مجھ پر یہ آیت منطبق کرنے کی کوشش کی اور کہا "جس نے ایک انسان کا قتل کیا اس نے پوری انسانیت کا قتل کیا" میں نے کہا آپ لوگ یہ آیت پوری نہیں پڑھتے جب قرآن مجید میں اللہ تعالی نے ہابیل اور قابیل کا واقعہ بیان کیا تو اسکے بعد فرمایا "اس سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لازم کر دیا تھا کہ جس نے جان کا قتل کیا بغیر جان کے یا بغیر زمین میں فساد کے لئے تو اس نے گویا سب لوگوں کا قتل کیا۔"
میں نے یہ آیت عربی میں پڑھ کر اس کا ترجمہ بتایا۔

زمانہ طالب علمی سے ہی ان مسائل قرآن مجید کا ترجمہ جانتا تھا اور ان لوگوں پر ان مسائل کو الحمد اللہ یہ برتری بھی حاصل ہے۔

جناب والا! جب حالات ان کے سامنے آتے ہیں تو بس نظر آتی ہے اور گزشتہ دنوں کینٹ تھانہ ایبٹ آباد والوں نے بھی کافی بحث و تکرار کے بعد مجھے کہا کہ تم ایاز یا کسی ایک آدمی کے خلاف رپورٹ کرو تو ہم اسے ابھی گرفتار کر کے لے آتے ہیں۔ تمہارے ساتھ موبائل بھی ہے ہیں۔ لیکن پولیس کے ارادہ ۔۔۔ تو پھر جب کہ مجھ پر قتل نہیں بلکہ اقدام قتل کا الزام لگایا گیا اور وہ بھی ثابت نہ ہوا تو میرے خلاف کیوں اتنے بڑے پروپیگنڈہ کا محاذ گرم کیا جا رہا ہے؟

کر دیے ہیں۔ اور وزیراعظم آفس سے شکایات وزارت پارلیمانی
و سماجی امور کے شعبہ ازالہ شکایات کے ذریعے بھی بھیجی جاتی رہیں
لیکن ان کا بھی کوئی اثر نہیں۔ کیا یہ منافقت نہیں۔

میں اپنی محترم و مکرم اعلیٰ انسانی عزت و تکریم اپنی پیاری افواج
سے بھی یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کو فرماتے ہیں کہ اس سرزمین
پر جو بھی پاکستان کے خلاف ہوگا اسے ہم نہیں چھوڑیں گے۔ لیکن اس
دھرتی کے بیٹے کہلاتے ہیں جو ایسے افراد کو عزت و توقیر سے نوازتے
ہوئے انھیں اپنا ہیرو اور سر کا تاج مانتے ہیں اور ان پر کوئی آنچ نہیں آنے
دیتے بلکہ انھیں باعزت رہائی ہونے اور باعزت فرار کا موقع دے دیتے
ہیں۔

جناب والا! کیا میرے نام نہاد جرائم ان کے حقیقی جرائم سے بڑے
ہیں جو میرا سب سے بڑا جرم یعنی پانی کے کوریں ایسے لوگوں کو تمام
نہاد ذکر ملاکر مارنے کی نام نہاد کوشش بنایا جاتا ہے۔ کیا یہ ملک
و ملت سے غداری سے بھی بڑا جرم ہے؟ کیا ذکر اپنے ہیرو ماننے والے
ویسے بھی غریب اور واجب القتل ہیں۔

جناب والا! یہ بات تو قائداعظم نے بھی کہی تھی جب "یوم راست
اقدام" منانے کا اعلان کیا تھا کہ جب ہمارے لئے تمام "قانونی راستے بند ہو
چکے ہیں تو اب یہ لوگ یعنی مسلمانان ہند جو کچھ بھی کریں میں انھیں نہیں
روکوں گا۔

جناب والا! شرعی لحاظ سے بھی اگر دیکھا جائے تو سیدنا عمر فاروق
نے قحط سالی کے زمانے میں ایک شخص جس نے بیت المال سے آٹا چوری
کر لیا تھا اور اپنی چوری کا اعتراف بھی کر لیا تھا۔ نہ صرف اسکے بلکہ اس
زمانے میں چوری کرنے والے تمام بھوکے چوروں کے ہاتھ کاٹنے سے انکار
کر دیا تھا کہ جو حکومت عوام کی مشکلات کا ازالہ نہیں کر سکتی وہ انھیں

دو مرتبہ وزیراعظم ہے جو انہیں اس افریقے دور سے نکال سکتے تھے لہٰذا وہ
اس کے ذمہ دار ہیں۔

جس جج اور وزیراعظم یا کسی بھی اتھارٹی کو اپنے قریبی لوگوں کے جرائم کا ہی علم نہ ہو جیسے دو لڑکے وہ مجاز ہیں تو وہ دوسروں کا کیا احتساب کریں گے؟ جبکہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک قول سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں تو اپنے دار الخلافہ سے بہت دور دریائے دجلہ و فرات کے کنارے رات کو بھوکے مرنے والے کتے کی بھی فکر اور انہیں اسکی اللہ کے ہاں جواب دہی کا احساس تھا اور یہاں صورت حال یہ ہے کہ وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب عمران خان صاحب کو نہ صرف ان کے ذاتی دفتر، وزیر اعظم سیکرٹریٹ بلکہ ان کے ذاتی ای میل ایڈریس کے علاوہ ان کے گھر کے پتے پر اور حکام اول کے نام بھی درخواست کاپی کی گئی اور رجسٹری ڈاکوں کے ذریعے بھی ارسال کی گئیں مگر یہ واقعہ ٹس سے مس نہیں ہو رہا۔ کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی بلکہ یہ لوگ سزا پانے کی بجائے باعزت طور پر ملازمتوں سے ریٹائر ہو رہے اور ہو رہے ہیں جن کے باعث ان کے خلاف کارروائی چارہ جوئی بھی ناممکن ہوتی جا رہی ہے۔

مذکورہ 76 صفحات کی درخواست کو بھی دیکھ لیجئے جس میں جو جرائم بیان کئے گئے ہیں جن میں قائد اعظم کی گستاخی بھی شامل ہے کو لیکر سمیت غفلت برتنے والے تمام حکام اس کے ذمہ دار ہیں میں سوال کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر پارلیمانی امور جناب علی محمد خان صاحب ایک طرف تو ٹی وی ٹاک شو میں بیٹھ کر پاکستان کے خلاف باتیں کرنے والے MQM کے ڈان کے متعلق تو یہ فرماتے ہیں کہ "اگر پاکستان کا آئین اور قانون معطل نہیں ہے تو اس شخص کو رات و رات چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر جیل میں ہونا چاہئیے" لیکن دوسری طرف ان کی حکومت کے ماتحت ملازمین کیا کر رہے ہیں۔ اس پر ان کے ماتحت افسران کس طرح خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں اور ان کی تائید

ان کی کوئی جواب طلبی اس حوالے سے بھی کیوں نہیں لیتی کہ یہ راہ
راست حکام بالا سے کیوں رجوع کرتے ہیں۔ اب میں سائل نے عدالت سے بری
ہونے کے بعد اپنی سٹیزن پورٹل شکایات نمبر KP170620-8582587

میں یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ جس طرح مذکورہ دفاتر نے میرے خلاف بے بنیاد
FIR کا حکم دیا تھا تو اب مذکورہ جرم ان پر ثابت ہو چکا ہے اور یہ بات
سامنے آئی ہے کہ ادارے کے افسران کو ڈرانا بھی ان کی اپنی ہی کارستانی
ہے تو اب ان کے خلاف بھی اسی طرح مقدمہ درج کیا جائے مگر بے سود
جناب والا! ایک ایسی صورت حال میں جب میرے منہ سے کوئی سخت جملہ نکل جاتا
ہے تو مجھ پر (Abusive) لیبل ہی کا ایک اور چارج لگ جاتا ہے۔ جب میری
بات کو تو کوئی شکایت یا میرے خلاف چارج شیٹ میں درج نہیں کو
کیا جاتا ہے کہ یہ جرم بھی کیونکہ ہمارے نوٹس میں آیا ہے۔ لہذا اس
پر کاروائی کرنا بھی ہمارا فرض ہے لیکن جب دوسروں کے جرائم سامنے آتے ہیں
تو ان کی پردہ پوشی اور ان سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔
بہرحال جناب والا! میں سائل کو یہ الفاظ استعمال نہیں کروں گا
لیکن مذکورہ بالا صورت حال کو دیکھ کر کوئی بھی آزاد منصف، غیر جانبدار
حقیقت پسند، دیانتدار اور شفاف آدمی کہہ اٹھے گا بے اختیار مجبور ہو
جائے گا کہ کیا ان کو وہی سزا نہیں دی جاتی کہ یہ ان کے باپ لگتے
ہیں۔ آخر ان کی آپس میں کیا رشتہ داری ہے۔ جناب والا! اگر کوئی
رشتہ داری ہو بھی تو شرعی اور قانونی تقاضا یہی ہے کہ خواہ حق و
عدل کی بات اپنے، اپنے والدین اور قریب ترین کے لوگوں اور رشتہ داروں
کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، حق و عدل کا بول بالا کیا جائے۔
اگر میں سائل یا نامہ پس میں جج ہوتا تو یہ کہتا کہ اگر منی
لانڈرنگ اور لا قانونیت نواز شریف صاحب کے والد یا دادا مرحوم
نے بھی کیوں نہ کی ہو۔ جناب نواز شریف صاحب جو ان کی زندگی میں

کھلتا کرا۔ لیکن افسوس ناک طور پر پھر بدقسمتی سے اسی عمل کو
دہرایا جا رہا ہے۔ اور دفعہ دار لوگ حتی کہ چیف سیکرٹری آفس میں شکایات
سیل کے فوکل پرسن نے بھی ایسی باتیں کیں اور جناب فیصل رحمان صاحب
نے بھی کہا کہ "کوئی نہیں پڑھتا 76 صفحات کی درخواست کو، میں بھی
نہیں پڑھتا"

مجھے آنجناب کے دوبارہ بھی انتہائی افسوس ہے کہ جب من سائل
مورخہ 20-04-05 کو والدہ محترمہ کے ہمراہ پشاور دوبارہ کورٹ دوڑ کیا تاکہ دوبارہ
عدالتی دھکوں اور دفاتر کے چکروں سے بچتے ہوئے ہم اس کم وقت میں
عدالتی حکم پر عمل درآمد کرتے ہوئے من سائل کی سروس بحالی کو یقینی
بنانے کیلئے جو کہ بالکل واضح اور تھا۔ چیف سیکرٹری آفس میں بڑی محنت
متعلقہ افسران سے بات کرکے نوٹیفیکیشن جاری کروا دیا جاتا چونکہ
چیف سیکرٹری صاحب خود کو فریق پینل میں تھے اور پہلا کام جو ویسے
بھی شکایات سیل سے متعلق تھا کو ہم نے وہیں جانے کی خواہش کی
کیونکہ من سائل پر یہ الزام غلط ہے کہ من سائل بار بار حکام بالا
سے رجوع کرتا ہوں۔

جناب والا! یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ میری کوئی بات چونکہ
نچلی سطح پر سنی نہیں جاتی اور میرے کیس کو نقصان پہنچتا ہے بدیں وجہ
من سائل مجبوراً ضرورت پڑنے پر حکام بالا سے داد رسی کیلئے رجوع کرتا
ہوں۔ لیکن جن لوگوں کی بات نچلی سطح پر ناجائز طور پر سنی بھی جاتی
ہے پھر بھی وہ مزید دباؤ بڑھانے کیلئے حکام بالا سے رجوع کرتے ہیں
مثلاً ان لوگوں کے دباؤ پر اس وقت کے انچارج صاحب زادہ شمس
الزمان ولد خلیل الرحمان نے میرے خلاف نام نہاد / جھوٹی FIR کا
مطالبہ مان بھی لیا تھا۔ پھر بھی ان لوگوں کے اپنے ہی اخباری بیانات
کے مطابق ان کے احتجاج پر D.C آفس نے بھی نوٹس لیا اور مذکورہ دفتر
سمیت DPO آفس کو بھی میرے خلاف ناجائز طور پر استعمال کیا گیا۔ جناب

بھی میں نے بار بار زیر بحث لایا۔ نیز مذکورہ بالا 76 صفحات کی F.I.R میں میں نے ان کا مختصر احوال بھی بیان کیا تاکہ پولیس و دیگر حکام بالا کو اطلاع دی جا سکے اور یاد دہانی کروائی جا سکے کہ محکمہ کے افسران و اہلکار جو میں نیچے سے اوپر تک تقریباً سبھی آپس میں ملے ہوئے ہیں اور یہاں سارا آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے اور اگر کوئی بیچارہ ان سے اختلاف بھی دل میں رکھتا ہو تو وہ مجبوراً ان کی ہاں میں ہاں ملانے پر مجبور ہو جاتا ہے ورنہ اس کا بھی مجھ جیسا حشر ہوتا ہے. لہذا محکمانہ طور پر تو مجرموں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوگی البتہ مجھ پر ظلم کرتے ہوئے کم از کم. پولیس اگر ان کے خلاف کوئی فوجداری کارروائی بھی کرے تو محکمہ خود بخود مجبوراً انہیں ڈس آون کرنے پر مجبور ہو جائے گا.

اب میرے اوپر ہنسا جاتا ہے اور میرا مذاق اڑایا جاتا ہے کہ اتنی بڑی 76 صفحات کی درخواست یا F.I.R بیان ہوئی ہے؟ اس کو پڑھے گا کون. ایسی درخواست پر تو کوئی پرچہ نہیں ہوتا. اس درخواست کی تو ابھی کوئی سمجھ ہی نہیں آئی ہے کہ پڑھتے پڑھتے SHO ٹرانسفر ہو جائے گا. اتنی بڑی درخواست کون لکھتا ہے. اس میں الف سے ی تک ساری کہانی لکھی ہوئی ہے سمجھ کچھ بھی نہیں آ رہی وغیرہ وغیرہ. جب کوئی کام نہ کرنا ہو تو کہا جاتا ہے کہ کوئی سمجھ نہیں آ رہی.

جناب والا! مذکورہ بالا درخواست اتنی زیادہ کے نقطے کے حوالے سے بڑی مختصر، جامع Comprehensive اور ٹو - دی پوائنٹ ہے کہ اس کی ایک ایک سطر پڑھنے والی ہے اور میری دیگر درخواستوں کی طرح ہر صفحے پر کم از کم ایک جرم کی نشاندہی ہوتی ہے جن میں سنگین فوجداری جرائم بھی شامل ہیں.

جناب والا! یہی پولیس مجھے کہا کرتی تھی کہ تمہاری درخواست پر تو کوئی F.I.R ہم نہیں کاٹ سکتے. جو درخواست آپ ہمیں بھیجتے ہیں اُسے آپ F.I.R تصور کر سکتے ہیں -

جناب والا! F.I.R کا مطلب کیا ہے پولیس جس کا مخفف ہے.

اور صرف حاضری کر کے تنخواہ لیتا رہے گا۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ یہ ریٹائر
نہیں ہو سکتا جب تک اس کا آخری عدالت سے آخری فیصلہ نہ آ جائے جناب
والا دیگر قوانین بھی آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

بہر حال آفیسران مجاز کی طرف سے گوہر رحمان کے خلاف F.I.R کا انکار
کیا گیا اور کہا گیا کہ ہم نے پولیس سے بھی معلوم کیا ہے اور اپنا ریکارڈ بھی دیکھا
ہے اس میں مذکورہ کے خلاف کوئی F.I.R نہیں جس پر اِن سائل نے یہ بھی موقف
اختیار کیا کہ آپ سرزاد محمد اباد کے زیر قیادت اپنے سٹاف سے پوچھیں کہ
کیا اُس کے خلاف F.I.R نہیں۔ جن کی گواہی کو آپ بہت مستند اور معیاری
مانتے ہیں۔ اور اگر نہیں تو ان سے حلفیہ الفاظ لکھوا کر پوچھیں اور میں
بھی ایسے الفاظ لکھ کر حلف اٹھاتا ہوں۔

اس پر مجھے جزوی ریلیف دینے کا کہا گیا جو کہ معلوم نہیں کہ کیا ریلیف
دیا گیا۔ تا کہ گوہر رحمان سے پھر سے باز پرس کروانے کے لئے نہ اُسکی ریٹائر
منٹ کو Undo کیا گیا نہ اُس کی پنشن روکے جانے کی مجھے اطلاع ملی،
نہ کوئی فوجداری کاروائی کی گئی اور نہ ہی اُسے ریٹائر کرنے والے افسران
کے خلاف کوئی کاروائی کی اطلاع سامنے آئی۔

شاید جزوی ریلیف سے مراد یہی کہ سٹاف سے پوچھا گیا اور
F.I.R کی تصدیق ہو گئی۔ جناب والا کیا اس سے بھی ان افسران
کو کوئی سبق حاصل نہ ہوا کہ مزید ملازمان کو یوں دھڑا دھڑ غیر
قانونی طور پر باعزت ریٹائر کئے جا رہے ہیں۔ کیا یہ ان کے خلاف نااہلی
اور طاقت و اختیارات کے غلط و ناجائز استعمال، لاقانونیت، بدعنوانی اور
ملی بھگت کا کھلا / منہ بولتا ثبوت نہیں؟

مذکورہ معلم یعنی خالد صاحب کے علاوہ مجھ سپروائزر / سینئر
سپیشل ایجوکیشن ٹیچر جناب محمد یونس صاحب بھی میری طرف سے مختلف
درخواستوں میں بار بار نامزد ہوتے رہے اور ان کی لوٹ مار اور سب
سے زیادہ کام چوری مگر سب سے زیادہ تنخواہ وغیرہ ہڑپ کرنے کا مسئلہ

ملزم بالا کے خلاف کاروائی مزید آگے نہ بڑھ سکی اور اسکی F.I.R کو اسکے
سروس ریکارڈ کا حصہ نہ بنائے ہوئے تھے تو حسب ضابطہ اسے معطل
کیا گیا اور نہ ہی حسب روایت افسران نے اسکی ACR میں ذکر کیا اور
وہ شخص بھی غیر قانونی طور پر باعزت ریٹائر ہونے میں کامیاب ہو گیا اور چونکہ
فدوی سائل ادارہ ہذا میں نیا ہوا تھا۔ لہٰذا اسکی ریٹائرمنٹ کا بہت دیر سے علم
ہوا اور فدوی سائل دیگر معاملات میں بھی الجھا ہوا تھا تو علم ہونے پر فدوی
سائل نے خود اپنے ذریعہ پاکستان سٹیزن پورٹل شکایت نمبر KP220319-1963359
تا شکایت نمبر KP200319-1941869 جس میں اس کا ذکر کیا کہ
فدوی سائل نے بار بار اپنی شکایات میں ملزم بالا کا بھی ذکر کیا تھا اور فدوی
سائل کے خلاف اس وقت کے سٹاف کی جانب سے ہر جگہ تبادلہ کی درخواست
فلاں نمبر کے تحت دی گئی تھی اسمیں سٹاف نے خود گواہی دی کہ گوہر خان
کے خلاف F.I.R ہے تو اسے خلاف ضابطہ کیوں ریٹائر کیا گیا۔ جناب والا!
اکاؤنٹ آفس تو اس شخص کو کلیئر کر ہی نہیں سکتا جسکے خلاف F.I.R
ہو۔

فدوی سائل نے حکومتی دکن ممتاز سیاست دان، مرکزی رہنما، قانون
دان، سینیٹر بابر اعوان کے اُس میڈیا بیان کا بھی حوالہ دیا جسمیں
انھوں نے کہا تھا کہ وہ سرکاری ملازم جسکے خلاف کوئی مقدمہ یا F.I.R
ہو وہ حسب ضابطہ معطل ہو جاتا ہے اور اگر اس کے خلاف فیصلہ ہو تو
وہ مستقلاً ملازمت سے برطرف ہو جاتا ہے اور اگر حق میں فیصلہ
ہو تو وہ بحال ہو جاتا ہے اور اگر اسکے خلاف فیصلہ ہو اور وہ اپیل
میں جائے یا دوسری پارٹی اپیل میں جائے اور معاملہ سپریم کورٹ میں
بھی چلا جائے تو جب تک آخری فیصلہ نہ آجائے تب تک وہ معطل رہتا ہے
جناب والا! ایک دفعہ فدوی سائل ایک سرکاری دفتر میں
بیٹھا ہوا تھا تو کلرک نے وکیل کے پاس ایک ایسا ہی مقدمہ آیا جس میں ان
کے خلاف F.I.R تھی تو وکیل صاحب نے فرمایا کہ ایسے معطل رہے گا

چھتیس صفحات پر مشتمل تھی چونکہ ان دنوں میں سائل فیصل آباد میں مقیم
تھا اور کرونا لاک ڈاؤن کی وجہ سے وہیں پھنس کر رہ گیا اور ہوائی ٹریفک
بند تھی۔ چنانچہ میں سائل نے مناسب سمجھا کہ پولیس کو درخواست
دے کر [illegible] ان لوگوں پر فوجداری دفعات بھی لگوا دی جائیں
تاکہ محکمہ مجھے باعزت ریٹائر کرنے کے بجائے معطل کرنے پر حسب ضابطہ
مجبور ہو جائے۔ گزارش ہے۔

درخواست بالا جس کی نقول میں نے مخالفین اول و دیگر حکام
کو بھی ارسال کیں۔ جو کہ درخواست ہمراہ دستاویزات جن کے تحت
بذریعہ رجسٹری ڈاک میں سائل نے فدوان کو ارسال کیں۔ اپنے جی میل
کے اکاؤنٹ سے پی۔ ایم۔ آر۔ یو و دیگر حکام کو بذریعہ ای۔ میل
مورخہ 01-June-20 کو ارسال کرنے کے علاوہ اپنی شکایات بذریعہ پاکستان
سٹیزن پورٹل مورخہ 02-06-2020 کو منسلک کرتے اپنی شکایات کے
ساتھ شکایت نمبر KPo20620-8493884 کے ذریعے چیف سیکرٹری
آفس خیبر پختونخواہ پشاور سے ڈائریکٹر S.W اینڈ S.E.
ڈیپارٹمنٹ پشاور کو بھیجی گئی مذکورہ F.I.R کے باوجود
بھی مجھ کو باعزت طور پر ریٹائر کر دیا گیا جو کہ انتہائی افسوس
ناک اور اپنی طاقت و اختیار سے تجاوز اور قانون کی سنگین خلاف ورزی ہے۔

قبل ازیں جیسا کہ انھوں نے گل رحمان خاکروب کو بھی غیر قانونی طور
پر باعزت ریٹائر کر دیا تھا جس کے خلاف میری طرف سے سرائی چوکی اسلام
آباد میں زیر دفعہ 489F یعنی جعلی چیک دینے کی F.I.R تھی جسے بینک
نے ڈس آنر قرار دے دیا تھا۔ چنانچہ میں نے چیک اور بینک سلپ کی نقول
F.I.R کے ساتھ لف کر دی تھیں مگر چونکہ اس وقت پولیس ہمیں F.I.R
کی کاپی اتنی آسانی سے نہیں دیا کرتی تھی اور آپ جیسے لوگ چونکہ
طاقتور ہیں لہٰذا میرے خلاف اس F.I.R کو استعمال کرنے کیلئے ان کو
میری FIRs کی نقول دے دی جائیں تاکہ مجھے درخواست بازی کا

خارج ثابت کیا جا سکے جو کہ تحریک انصاف کی حکومت میں ہم اُدھم اتنی تبدیلی ضرور آئی ہے کہ ہم پولیس سے لڑ جھگڑ کر کچھ نہ کچھ دلورشن کی نقول حاصل کر لیتے ہیں۔

بہر حال میرے پاس مذکورہ ملزم گوہر رحمان کے خلاف F.I.R کی نقل تو نہ تھی لیکن اس کا چیک میرے پاس کچھ عرصہ محفوظ رہا۔ پھر ضائع ہو گیا۔

میرے خلاف مذکورہ تبادلہ کی درخواست جو مذکوران کی طرف سے ڈائریکٹر کو بھیجی گئی جس پر مجھے اظہار رجوع نوٹس جاری ہوا تھا۔ جس میں گوہر رحمان کے خلاف F.I.R کا بھی ذکر تھا تو اسکے جواب میں من سائل نے اُسکے جعلی چیک کے حوالے سے اپنی پوزیشن واضح کی۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ میرے خلاف یہ لوگ جن کاغذات کا حوالہ دیتے ہیں ان کو اپنے مراسلاجات کے ساتھ بطور ثبوت لف نہیں کرتے۔ خصوصاً وہ خطوط جو مجھے دیتے ہیں ورنہ ان لوگوں کو اپنے پھنس جانے کا اندیشہ ہوتا ہے جیسا کہ اگر یہ گوہر رحمان کے خلاف بطور ثبوت F.I.R لف کرتے تو یہ خود پھنس جاتے جن کی قلعی میں نے اپنے جواب میں کھول دی۔

بہر حال اگر میں چاہتا تو اُس F.I.R کا انعقاد کر دیتا کیونکہ اُس وقت یہ بات ان لوگوں نے مجھے بدنام کرنے کیلئے لکھی تھی۔ مگر F.I.R ساتھ لف نہ کی تو میں کیسے کہہ سکتا تھا کہ ان لوگوں نے بنا ثبوت مجھے مقدمہ باز مشہور کرنے کیلئے یہ بات بغیر مذکورہ F.I.R اپنی درخواست کیساتھ لف کئے بغیر ہی کر دی ہے مگر میں نے انہیں بے نقاب کیا کہ یہ لوگ کس طرح اپنے جرائم پر پردہ ڈالتے، ملزمان و مجرمان کی حمایت کرتے اور مجھے اپنے حقوق سے دستبردار ہونے پر مجبور کرتے ہیں۔ کیا میں گوہر رحمان کے خلاف F.I.R نہ کرواتا جس نے دھوکا دہی سے مجھ سے پیسے وصول کئے اور مجھے چکما دینے کیلئے غیر قانونی چیک دے دیا؟

بہر حال وہ سٹاف جسکی کولیگی کو سرکاری افسران اتنا پسند کرتے ہیں کہ ان کے کہنے پر دن کو رات اور رات کو دن میں بدل دیا جاتا ہے تو جب

دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ دونوں نے مجھ سے میرے سابقہ معاملات کے متعلق بحث شروع کر دی اور مستقل مداخلت کرنے لگے اور یہ بھی کہنے لگے کہ انسانوں سے عشق کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتا کیا تم نے کبھی سنا ہے کہ ہیر رانجھا وغیرہ کا عشق کبھی کامیاب ہوا ہو۔ اس پر میں نے باتوں باتوں میں قائداعظم کی شادی کا بھی ذکر کر دیا۔

خالد صاحب جو مجھے نام نہاد نصیحتیں کر دیتے تھے کچھ دیر بعد ان نصیحتوں کے دوران کہے "قائداعظم جیسی کی تم تو نہیں ڈسکس کرتے ہو میں تو کہتا ہوں کہ اس کی ڈیوٹی "مان" ۔۔۔ اس نے بھی لگائی ہے کہ کام کام اور زیادہ کام"

ابا نے مجھ سے مذکورہ آخری ملاقات میں یہ بھی کہا کہ تمہاری باتوں میں تضاد ہے تم کبھی مذکورہ الزام مجھ پر لگاتے ہو کبھی خالد صاحب کبھی تم وسیم عباسی صاحب کے حوالے سے یہ بات لکھتے ہو تم نے یہ بات علی رضا صاحب کے حوالے سے بھی لکھی ہے۔ حالانکہ یہ کوئی تضاد نہیں مختلف مواقع پر جس جس نے جو بات کہی، میں نے ان سب کے حوالے سے اپنی شکایات میں ذکر کیا۔

بہر حال جیسا کہ مجھے ادارہ سے کاٹ کر رکھ دیا گیا اور میرا بھائی کاٹ کیا گیا اور ایاز عسقلانی اپنے صاحب کیلئے قسمیں دلواتا اور کہتا ہے کہ اگر تم اسکے برخلاف کرو گے تو تمہاری بیوی کو طلاق ہو جائیگی وہ مجھ سے کسی کو رابطہ نہ رکھنے کے لئے بھی دباؤ ڈالتا ہے جسکے باعث مجھے ادارہ کے حالات کم کم ہی پتہ چل پاتے لیکن جوں ہی مجھے خالد صاحب اور یونس صاحب کی ہونے والی ڈسٹربنس کا علم ہوا تو چھوڑ کر میرے پاس ملازمت ختم ہونے کے باعث وسائل بھی نہیں لہٰذا مشکل سے اسی کو زاہی کرکے ایک درخواست بنام ۵۔۱۱۔ی تھانہ لسٹ اسلام آباد بھجوائی جو کہ

بے جا درخواست بازی کی عادت ہوتی تو ان مسائل دوسروں پر بھی ابھی
الزامات لگاتا۔ مثلاً مذکورہ شکایت جو علی زمان وغیرہ کے حوالے سے تھی وہ
اپنی بدترین مخالف شمشاد بیگم وغیرہ کے حوالے سے کیوں نہ کی۔
صاحبزادہ شمس الرحمان صاحب پر یہ الزام کیوں نہ لگایا بلکہ
مخالف ہونے کے باوجود میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ صاحبزادہ
شمس الرحمان صاحب قائداعظم کو بہت پسند کرتے اور انکے بڑے مداح اور
ان سے بڑے متاثر تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے مسائل کی بنیادی وجہ
یہ ہے کہ بدقسمتی سے قائداعظم ہم سے جدا ہو گئے۔

البتہ اس پر یہ افسوس ضرور ہے کہ ان افسران نے ورلڈ ویمن
کی طرف سے قائداعظم کے خلاف گستاخانہ رویہ کو بھی نظر انداز کیا اور ان
لوگوں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی کوئی جواب طلبی تک نہ کی۔ جناب والا!
کسی پر جرم ثابت ہونا یا الزام غلط ہو جاتا تو بعد کی بات ہے۔ ان افسران
کی بدنیتی جانبداری کو اشتعال اور ان کے تعصب کا منہ بولتا ثبوت یہ ہے
کہ انھوں نے ان خواتین کی کوئی ایکسپلینیشن کال تک نہ کی اور انہیں Sensure
تک بھی نہ کیا اور انہیں دھڑا دھڑ باعزت ریٹائر کیا جا رہا ہے اور میرے
خلاف چھوٹی سے چھوٹی نام نہاد کوتاہی بھی ان کو نظر آجاتی ہے اور ان لوگوں
کے بڑے بڑے جرائم نظر نہیں آتے۔

یہاں تک خالد محمود قریشی صاحب کے حوالے سے مذکورہ بالا شکایت
کا تعلق ہے تو یہ ان دنوں کی بات ہے جب شمشاد بیگم 2006ء میں ادارہ
سے چلی گئی تھی اور علی زمان صاحب کے پاس ادارہ کا عارضی چارج تھا
تو ایک دن میں علی زمان صاحب اور خالد صاحب سپرنٹنڈنٹ آفس
میں بیٹھے تھے چونکہ ادارہ میں عموماً کام تو کوئی ہوتا نہیں اور شمشاد
بیگم کے تحت اکثر لوگ یا تو ادارہ میں آتے ہی نہیں اور اگر آ بھی جائیں تو
وقت سے پہلے چلے جاتے ہیں یا ادھر ادھر اپنے کام ڈھونڈ کر بکھر جاتے ہیں۔
چنانچہ اس روز بھی بہت کم لوگ تھے اور ہم تینوں مذکورہ

دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے تو دونوں نے مجھ سے میرے سابقہ معاملات کے
متعلق بحث شروع کر دی اور حسب سابق مداخلت کرنے لگے اور
یہ بھی کہنے لگے کہ انسانوں سے عشق کبھی بھی کامیاب نہیں ہوتا کیا تم
نے کبھی سنا ہے کہ ہیر رانجھا وغیرہ کا عشق کبھی کامیاب ہوا ہو۔
اس پر میں نے باتوں باتوں میں قائداعظم کی پسند کی شادی کا
بھی ذکر کر دیا۔

خالد صاحب جو مجھے نام نہاد نصیحتیں کر رہے تھے کچھ دیر بعد
ان نصیحتوں کے دوران بولے "قائداعظم جیسی کی تم تو بہت ڈسکس کرتے
ہو میں تو پسند کرتا ہوں ان کی اس ڈائری" والا ..... اللہ نے بھی تو یہی کہا کہ
کام کام اور زیادہ کام"

ایاز نے مجھ سے مذکورہ آخری ملاقات میں یہ بھی کہا کہ تمہاری
باتوں میں تضاد ہے تم کبھی مذکورہ الزام مجھ پر لگاتے ہو۔ کبھی خالد
صاحب کبھی تم فردوس عباسی صاحبہ کے حوالے سے یہ بات لکھتے ہو تم
نے یہ بات علی ذمان صاحب کے حوالے سے بھی لکھی ہے۔ حالانکہ یہ کوئی
تضاد نہیں مختلف مواقع پر جس جس نے جو بات کی، کہی میں نے ان
سب کے حوالے سے اپنی شکایات میں ذکر کیا ہے۔

بہرحال جیسا کہ مجھے ادارہ سے کاٹ کر رکھ دیا گیا اور میرا بھائی
کاٹ کیا گیا اور ایاز حسب سابق اپنے مفاد کیلئے سب کو قسمیں دلواتا
اور کہتا ہے کہ اگر تم اسکے برخلاف کرو تو کہو کہ تمہاری بیویوں
کو طلاق ... وہ مجھ سے کسی کو رابطہ نہ رکھنے کے حوالے سے بھی سب
پر دباؤ ڈالتا ہے جسکے باعث مجھے ادارہ کے حالات کم کم ہی
پتہ چل پائے لیکن جوں ہی مجھے خالد صاحب اور فردوس صاحبہ کی
ہونے والی ڈیپارٹمنٹس کا علم ہوا تو باوجود یکہ میرے پاس ملازمت
ختم ہونے کے باعث وسائل بھی نہیں تو بڑی مشکل سے کسی کو راضی کر کے
ایک درخواست بنام S.H.O تھانہ کینٹ ایبٹ آباد لکھوائی جو کہ

ہے جو درخواست بازی کی عادت ہوتی لوگوں میں شامل دوسروں پر بھی بھی
الزامات لگاتا۔ مثلاً مذکورہ شکایت جو علی زمان وغیرہ کے حوالے سے بھی وہ
اپنی بدترین مخالف شمشاد بیگم وغیرہ کے حوالے سے کیوں نہ کی۔
صاحبزادہ شمس الرحمان صاحب پر یہ الزام کیوں نہ لگایا بدلہ
مخالف ہونے کے باوجود میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ صاحبزادہ
شمس الرحمان صاحب ناظم اعلیٰ کو بہت پسند کرتے اور ایکے بڑے حامی اور
ان سے بڑے متاثر تھے اور یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے مسائل کی بنیادی وجہ
یہ ہے کہ بدقسمتی سے ناظم اعلیٰ ہم سے جدا ہو گئے۔

البتہ ان پر یہ افسوس ضرور ہے کہ ان افسران نے ملازمین
کی طرف سے ناظم اعلیٰ کے خلاف گستاخانہ رویہ کو بھی نظر انداز کیا اور ان
لوگوں کے خلاف کوئی کاروائی نہ کی کوئی جواب طلبی تک نہ کی۔ جناب والی
کسی پر جرم ثابت ہونا یا الزام ثابت ہو جانا تو بعد کی بات ہے۔ ان افسران
کی یہی جانبداری کو انتہائی اور ان کے تعصب کا کھلا ثبوت یہ ہے
کہ انھوں نے ملازمان کی کوئی ایکسپلینیشن کال نہ کی اور انہیں Sen sure
تک بھی نہ کیا اور ایکس دھڑا دھڑ باعزت ریٹائر کیا جا رہا ہے اور پورے
خلاف چھوٹی سے چھوٹی نام نہاد تادیبی بھی ان کو نظر آ جاتی ہے اور ان لوگو
کے بڑے بڑے جرائم نظر نہیں آتے۔

یہاں تک خالد محمود قریشی صاحب کے حوالے سے مذکورہ بالا شکایات
کا تعلق ہے تو یہ ان دنوں کی بات ہے جب شمشاد بیگم 2009 میں ادارہ
سے جڑی گئی تھی اور علی زمان صاحب کے پاس ادارہ کا عارضی چارج تھا
تو ایک دن میں علی زمان صاحب اور خالد صاحب سپرنٹنڈنٹ آفس
میں بیٹھے تھے چونکہ ادارہ میں عموماً کام تو کوئی ہوتا نہیں اور شمشاد
بیگم کے بقول اکثر لوگ یا تو ادارہ میں آتے ہی نہیں اور اگر آ بھی جائیں تو
وقت سے پہلے چلے جاتے ہیں یا ادھر ادھر اپنے کام چھوڑ کر پھر جاتے ہیں۔
چنانچہ اس دوران بہت سے لوگ تھے اور ہم [illegible] مذکورہ

ادارہ میں بطور طالب علم بہ عمر ۲۵ سال غیر قانونی طور پر داخل ہوئے
کیونکہ یہ ادارہ صرف نابینا بچوں کے لیے تعلیم بالغان کا ہیں۔ تعلیم
بالغان نابینا افراد کے لیے مکہ کے اور شہروں میں ہیں جیسا کہ میں نے
فیصل آباد سے تعلیم حاصل کی جو ادارہ 1982 میں قائم ہوا تھا۔
بہر حال پانچ سالوں کے اندر اندر موصوف نام نہاد ادارہ سے نام نہاد
پانچ سالہ سرٹیفکیٹ وقت سے پہلے لینے میں کامیاب ہو گئے بلکہ میٹرک
کر کے کلرک کی نوکری بھی بھرتی ہو گئے اور 1992 میں یہاں والا ڈوق پرنٹر ہو گئے
اور میں بھی اسی سال ادارہ میں داخل ہوا۔ تب سے ہماری جان پہچان ہے
میں زیادہ سے حلفیہ بات لکھتا ہوں کہ کیا اس نے مجھے یہ نہیں بتایا
تھا کہ علی ذمان صاحب چونکہ عمر میں ان سب سے بڑے تھے اور یہ سب ایک
ہی پیج کے طلباء تھے تو علی ذمان صاحب غیر اخلاقی باتیں انہیں سکھاتے رہتے
اور خلوت میں جس طرح کی برہنہ حالت میں غیر اخلاقی حرکات کا مظاہرہ
کرتے۔ اکثر خصوصاً اور میں زیادہ نے مشاہدہ کر کے ان لوگوں کو بتایا۔
مرے حال چلن کی بات کرنے والے ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں۔
بہر حال جیسا کہ میں علی ذمان صاحب کے ناز علم کے متعلق
گستاخانہ رویہ کے بارے میں عرض کر رہا تھا تو جب میں نے اپنے خلاف
مذکورہ تبادلہ کی درخواست کا جواب D.O کو لکھا اور پھر علی ذمان
صاحب سے دوبارہ وقت لیا کہ کیا آپ نے میرا جواب سنا ہے۔ انہیں کیا کیا
باتیں تھیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے دوسروں سے ملے اپنے بارے میں سنا
ہے۔ اور مجھے صرف انکی فکر ہے انتہائی گھبراہٹ اور پریشانی کی عالم
میں انہوں نے کہا کہ "مجھ پر تو تم نے شمشاد سے بھی بڑا الزام لگایا ہے" جب
جب میں والدہ کے ہمراہ اور شمشاد بیگم کے ہمراہ ایک دن D.O
آفس سے واپس آیا تھا تو میں نے یہ بات شمشاد بیگم سے ذکر کی جس پر
موصوفہ کا جواب تھا وہ بھی کیا ہے"
جناب والا! اگر میں سائلہ کو جھوٹے اور بے بنا الزام لگانے اور

ہے اُسکے باعث یہ لوگ بھی اپنی اپنی [illegible]
طرف اپنا ذہن لگاتے ہیں اسلئے یہ بھی آنکھیں بند کرکے چلتے ہیں اور اس ملک میں
[illegible]
اپنا آدمی بھرتی کروانا چاہتا تھا۔ اس بنا پر بھی ان لوگوں نے پیری مریدی کی
کی [illegible] کی تھی اور جواد اللہ وارث [illegible]
فرق بہت ہے اور [illegible] زیادہ پڑھا لکھا ہوں اور اعلیٰ مزید
تعلیم بھی حاصل کر رہا ہوں جبکہ ذوالفقار کی عمر بھی بہت زیادہ ہو چکی
ہے اور اصلی تعلیم بھی اتنی زیادہ نہیں لہذا اس کا کوئی اور چانس نہیں۔
جناب والا! اگر میں اپنا ہی [illegible] ذمہ دار [illegible] آدمی
تھا جیسا کہ یہ لوگ سمجھتے ہیں تو یہ خلاف [illegible] ذوالفقار ایسے
سیٹ چھوڑ کر [illegible] یہ لوگ تو ایک روپیہ بھی کسی
کو نہیں چھوڑتے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جیسا کہ ایاز صاحب اس
ادارہ پر قابض و مسلط ہے اور اپنی اجارہ داری قائم کئے ہوئے ہیں۔ اور یہ
چاہتا ہے کہ کوئی بھی پڑھا لکھا شخص اس ادارہ میں نہ آسکے اور صرف
یہی صاحب ادارہ پر اپنا [illegible] قائم کئے رکھے۔ چنانچہ اس مقصد کیلئے
یہ لوگ مختلف حربے استعمال کرتے ہیں۔
ان لوگوں نے قانون [illegible] ادارہ و محکمہ ہذا میں ناجائز [illegible]
صرف وہی شخص [illegible] ہو سکتا ہے جیسے پاس [illegible] ادارہ
کا پانچ سالہ تجربے کا سرٹیفکیٹ ہو۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پانچ
[illegible] پانچ سالہ [illegible] سرٹیفکیٹ [illegible]
[illegible]
میں بڑا فرق ہے۔ یہ لوگ اگرچہ [illegible] پرائمری سرٹیفکیٹ حاصل کریں
اور [illegible] کی بھی [illegible] پابندی نہ کی گئی [illegible] ایسا کوئی
جعلی سرٹیفکیٹ [illegible] کے نام [illegible] جاتے ہیں۔
چنانچہ جناب علی [illegible] صاحب جو 1986، یا 1987 [illegible]

انہوں نے میرے سامنے کیا کہ قیام پاکستان کے بعد جو ہندو و مسلم فسادات ہوئے ان میں قائد اعظم وغیرہ کا ہی ہاتھ تھا جنہیں یہ خدشہ تھا کہ ہندو اتنی بڑی تعداد میں اگر پاکستان میں رہے تو ہمارے لئے یہ ملک چلانا مشکل ہو جائے گا۔ لہٰذا انہوں نے قبائلیوں میں معاہدہ کیا کہ آپ لوٹ مار کریں جو مال ہاتھ آئے وہ آپ کا اور آپ انہیں یہاں سے یا تو ختم کر دیں یا انہیں نکال باہر کریں۔

علی زمان صاحب کے بقول ایک بینک کے بالکل ایک شخص ملا جو پاکستان کے خلاف اس طرح کی باتیں کرتا تھا۔ جیسے علی زمان صاحب نے نا تو اتھارٹیز کے نوٹس میں لایا اور نہ ہی اس سے ذرا بھی احتجاج کیا بلکہ اسکے ہمنوا بن کر اس کے نظریات کا پرچار کرتے رہے۔

علی زمان صاحب کے بقول جو دستی حملوں کی ابتداء پاکستان نے کی جس کو 1965ء میں بھارتی ٹینکوں کے نیچے لوگوں کو بم باندھ کر لٹایا گیا اور آج پاکستان خود ان کا شکار اور دنیا کو دکھانے کیلئے ان کی مذمت کرتا ہے۔

علی زمان صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر پاکستان نہ بنتا تو اچھا ہوتا یہاں انگریزوں کی حکومت ہوتی تو ہمیں انصاف ملتا۔

جناب والی! اگر میں شروع ہی سے بدترین اخلاق و کردار کا حامل تھا جیسا کہ یہ لوگ میرے بارے میں غلط بیانی کرتے ہیں اور اگر میں انسانی خطرناک اور ناقابل اعتبار و بھروسہ تھا تو پھر یہ لوگ میرے سامنے اس قسم کی باتیں کیوں کرتے آئے ہیں۔ خصوصاً علی زمان صاحب جو کہ وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جو کہتے ہیں کہ انہوں نے میری بھرتی کی مخالفت کی تھی تو پھر اس کے بعد وہ میرے سامنے ایسی باتیں کیوں کرتے تھے اگر میں اتنا ہی ان کے لئے ناقابل بھروسہ تھا۔ درحقیقت میری بھرتی کی مخالفت کی وجہ ان لوگوں کی اسٹیشن اکاؤنٹس میں بدعنوانیاں اور شدید گھپلے تھے اور یہ لوگ میری طبیعت سے زمانہ طالب علمی ہی سے اچھی طرح واقف ہو چکے تھے اور ان کی جو تعلیمی حالت

یہی میں نے ایاز کی ذہنی حوالی کوٹی کی ہے کہ اُس نے میرے سامنے کبھی جھوٹی
قسم نہیں کھائی بلکہ اسا کرنے سے ڈرتا ہے تو جج نے کہا کہ ایاز کو وہ شخص ہے
کہ جب تا حق محمود نے شمس گروپ کے اہم رکن نے ایاز کو قسم دے کر
جو دشمن کے سامنے لے جاتا تھا کہ ہم کو کہتے تھے کہ میں اپنے اس بھائی کیسا تو
اپنی بیوی کو اکیلا نہیں چھوڑتا کیونکہ مجھے اس پر کوئی اعتماد اور بھروسہ نہیں
اور لائٹ یا ٹوس کی نابینا بچیوں کو جو کسی کی نہیں کے بیشمار ہیں اس
دو نوہ صفت شخص نے رحم و کرم پر چھوڑا ہوا ہے۔ اس نے اس وقت بھی قسم
کھا کر انکار کر دیا تھا۔

بہرحال جب دن سائل کی ایاز سے آخری ملاقات ہوئی تو اس نے مجھ سے
گلہ کیا کہ تم نے میرے خلاف عدالت میں جھوٹ بولا ہے۔ میں نے کہا قائداعظم
کو "گالیاں دیں ہے جس پر میں نے اپنا موقف دہراتے ہوئے کہا کہ میں آپ کو عدالت
میں جملہ اُمور کے علاوہ قائداعظم کے حوالے سے بھی قسم دینا چاہتا تھا کیونکہ
مجھے یقین ہے کہ آپ جھوٹی قسم نہیں کھاتے۔ اس پر وہ خاموش اور بھاگا بھاگا
حیران رہ گیا۔ اس طرح جیسا کہ میں ایاز کو نکالنے کیلئے سر توڑ کوشش
کرتا رہتا ہوں ... حکیم ریل جبرات علی درمیان میں آئیں جو کہ اندر ہی اندر
سے ایاز کے مخالف ہیں ہم سے سوال کیا جیسا کہ ادارہ میں انہیں کا کوئی معلومات
دیکھنے کے حوالے سے ایک نمایاں اور ممتاز مقام حاصل تھا۔ میں نے ان سے
پوچھا کہ قائداعظم کی گستاخی کے حوالے سے قانون کیا کہتا ہے تو انھوں نے کہا کہ
اس بارے میں قانون بہت سخت ہے۔ تم کبھی ایسی بات نہ کر دینا۔" ویسے تو
میں بھی کہہ دیتا ہوں کہ قائداعظم پارسی تھا، مسلمان نہیں تھا۔ لیکن
تمہیں معلوم ہے کہ ایسی بات پاکستان کی عدالتوں میں بیان ثابت ہوتی
ہے۔" جناب والا میں علی زمان صاحب کو بھی حلفیہ چیلنج دیتا ہوں نیز
قیامِ پاکستان کو غلط قرار دینے اور ریاستِ پاکستان کی موجودہ پالیسیوں
کو بھی غلط ثابت کرنے کے حوالے سے جو پیپر اور دلائل دیتے چلے آئے ہیں اس
حوالے سے بھی ان کو قسم دیتا ہوں۔

D-C-O ایبٹ آباد جناب ظہیر السلام صاحب کو درخواست دے کر یہ سوال اُٹھایا کہ آپ کیسے مسلمان ہیں۔ آپ ایاز کے اُس فراڈ جو اس نے قرآن کیساتھ کیا کو کیسے نظر انداز کر سکتے ہیں؟

اس پر D.C.O صاحب نے ایاز کی آڈیو وائس کی جس پر وہ کو دانہ اُتر سنا تو انہوں نے کہا کہ یہ قرآن کا نہیں بلکہ صرف آنکھوں کا ہی حافظ ہے۔

پھر انہوں نے ایک انکوائری کمیٹی مقرر کی جس میں جج صاحب کے علاوہ محکمہ حفاظت سے بھی کیا گیا کہ اس کا مکمل ریکارڈ ڈیسیژن کیا جائے اور بار بار خطوط لکھنے کے باوجود نہ تو ایاز کمیٹی کے سامنے پیش ہوا اور نہ ہی دیگر کاروائی ہوئی جس کی بھی بار بار میں نے اپنی شکایات میں تفصیلات بیان کیں اور وہ درخواستیں اور خطوط جو D.C.O صاحب کی جانب سے لکھے گئے تھے ان کی بھی نقول بار بار حکام بالا کو بھیجیں اور مطالبہ کیا کہ اس شقی القلب کے خلاف مجرمانہ کاروائی بھی کی جائے اور دفعہ کہ دینی کے علاوہ تعزیرات پاکستان کی توہین مذہب کے متعلق دفعہ 295 بھی لگائی جائے۔ لیکن کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

بہر حال دو دن پہلے جب میرا شمس گروپ سے رابطہ ہوتا اور فون پہ انہیں قائداعظم والی بات بھی بتائی تو مجھے انھوں نے تجویز دی کہ اس کی ریکارڈنگ کر لو لیکن چونکہ اُس وقت میں موبائل پر ریکارڈنگ نہیں کر سکتا تھا اور ٹیپ ریکارڈر پر اس کی ریکارڈنگ کرنا اسکے چیلوں سے چھپا کر کرنا ممکن نہ تھا اور ایاز نعرا ذات مجھ سے ~~محتاط~~ محتاط بھی ہو گیا اور پھر کے سامنے قائداعظم کا نام عزت سے لینے لگا۔

جب 2012ء کے بعد تحمل کا ایبٹ آباد تبادلہ ہو گیا تو اسکے بعد شمس گروپ یعنی ایبٹ آباد کے تمام لیڈر پارٹ جیسے لیڈر گارڈن بھی کیا جاتا ہے اور اسمیں زیادہ تر فرد ہی جاتے ہیں اور کبھی کسی ہوٹل پر میرے ساتھ بیٹھ کر طویل اور فضول بحث ومباحثہ کیا کرتا تھا بہر حال تحمل نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ ایاز قائداعظم کو گالیاں دیتا ہے تو میں نے کہا کہ ہر شخص میں کچھ خوبیاں ہوتی ہیں اور کچھ خامیاں ہوتی

بہرحال اکرم بھی لیجسلیٹری کارروائی اور بائیکاٹ کرنے پر باعزت ریٹائر کر دیا
گیا۔ بعد میں حلفیہ طور پر جو ارشد میں اپنی شکایات میں حلفیہ الفاظ درج
کیا کرتا ہوں اکرم ذکر کر اسرار احمد آباد کو چیلنج دیتا ہوں کہ جب جنرل پرویز
مشرف کے ریفرنڈم کا زمانہ تھا اور میں بعد از فراغت طالب علمی ادارہ ھذا
میں آیا کرتا تھا تو دیکھتا کہ باہر سے آنے والے ورکشاپ میں بھی بیٹھا کرتے تھے
تو میں بھی سردار عبدالقیوم صاحب مرحوم کیبن وزیر کی بائیں جانب والی کرسی
پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور میری بائیں جانب مذکورہ اباز کرسی پر بیٹھا ہوا تھا
یعنی میں دونوں کے درمیان میں تھا اور عبدالقیوم صاحب میری دائیں جانب
اور مذکورہ اباز بائیں جانب کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

دوران ملکی سیاست پر بات چیت ہوگئی اور بات مشرف کے ریفرنڈم
سے جنرل ضیاء الحق کے ریفرنڈم پر جا پہنچی اور دیگر لیڈروں کی پارٹیاں۔ ان
دونوں حضرات نے شروع کر دیں اور تذکرے کرتے ہیں قائد اعظم کو بھی پارٹی قرار
دیا اور نہایت گستاخانہ انداز میں واحد کے صیغے کے ساتھ ان کا ذکر بد کرنے
لگا۔

جب میں نے کہا کہ آپ مجھے قائد اعظم کے پارٹی ہونے پر دلائل دیں۔ کم از کم
کچھ اشارے ہی دے دیں تو اس نے مجھ سے کہا کہ ابھی وقت نہیں ہے اور جب وقت
آئے گا تو میں اشارے بھی دے دوں گا اور پھر وہ وقت کبھی نہیں آیا۔

بعد ازاں میں فیصل آباد 2009ء کے اواخر میں بغرض تعلیم جماعت
ششم میں داخلہ لینے کیلئے الپنار فرنٹ نابینا برائے بالغان فیصل آباد
چلا گیا اور یہاں اسلام آباد کی نابینا انجمن دو دھڑوں میں بٹ
گئی اور سردار برادران اور شمس گروپ این جی اوز اور تنظیم برائے
انٹ پاوس برائے نابینا طالبات اسلام آباد پر سردار برادران نے 2009ء
میں قبضہ کر لیا اور ان اختلافات کا علم مجھے بعد از فلاں وقت سن
2009ء میں ہوا۔ شمس گروپ مذکورہ بمع حسن دانش بھی شامل
تھا جن لوگوں نے اباز کی پارٹی کی جعلی سند کو چیلنج کر دیا اور اس وقت کے

اُٹھاتا رہا۔ اور اس بات کو بھی اُٹھاتا رہا کہ جس D.O رہا فن الحق ثانی نے میری طرف سے پیش کردہ نکات کی مجرمانہ غفلت کا ارتکاب کیا اُسی کو بعد ازاں میرا انکوائری آفیسر بار بار مقرر کیا جاتا رہا اور وہ لکھتا رہا کہ میرے پاس ان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں حالانکہ اگر ثبوت نہ ہوتے تو مذکورہ درخواست اور منسلکہ جواب کو کیوں دبا دیا گیا۔ جسمیں پہلی مرتبہ یہ انکشاف بھی میری طرف سے سامنے آیا کہ یہ لوگ تو بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں بھی سب وشتم کرتے اور انہیں کرا کہلا لیتے ہیں اور ملزمان بار بار میرے خلیفہ چیلنج کے باوجود میرا چیلنج قبول نہ کر سکے۔

جناب والا! جرم ثابت ہونا تو بعد کی بات ہے کم از کم اس کی انکوائری کا آغاز تو کیا جانا چاہئے تھا۔ دستاسب ہے کہ بڑا مجرم سردار محمد ایاز ہے۔ اور دیگر دو ملزمان کو بغیر کسی کاروائی یا انکوائری کے بلا باز پُرس دینا یا عزت ریٹائر کر دیا۔ جن میں خالد محمود قریشی صاحب P.T.I کا نام بھی شامل ہے۔

جناب والا! جب ہم طالب علم تھے اور مجھے تو ویسے بھی سوالات پوچھنے کا بہت شوق تھا اور فردوس عباسی صاحب جو ہمارے معاشرتی علوم کے اُستاد تھے وہ بتایا کرتے تھے کہ قائداعظم کی ایک بیٹی ابھی بھی زندہ ہے اور اُس نے غیر مسلم سے شادی کی جو انگلینڈ میں مقیم ہے۔ اس پر جب مجھے حیرت ہوئی اور میں مزید استفسار کرتا تو فردوس صاحب کہتے "پتہ نہیں قائداعظم خود بھی مسلمان تھا یا نہیں۔"

یہی بات اقبال سلیم صاحب بھی کیا کرتے تھے جو کبھی کبھار ہمارا کوئی نہ کوئی پیریڈ لیا کرتے تھے۔ انھوں نے مجھے انگریزی بھی پڑھائی اور ان اساتذہ کی کارکردگی پر حیرت اور افسوس کا اظہار کیا کرتے تھے کہ انھوں نے جماعت ہشتم کے طالب علم کو بنیادی انگریزی بھی اس سطح کی نہیں سکھائی جو جماعت ہشتم کے طالب علم کی ضرورت ہے

ہوں کہ یہ جھوٹ بھول رہے ہیں کہ میرا کردار شروع سے ہی "قابل اعتراض" تھا

میں محمل حسین دانش کو اس بات پر بھی چیلنج دیتا ہوں کہ کافی
عرصہ غائب رہنے کے بعد جب مردان سے اس کا ایڈجسٹمنٹ کر کے یہاں تبادلہ ہوا
کو ہمارے کافی عرصہ کے بعد پہلی ملاقات ہوئی اور اسی روز میں اسے کلاس
روم میں لے گیا اور دیگر سٹاف والوں اور اساتذہ سے باہمی تعارف کروایا تو اس موقع پر محمل
مجھ سے متاثر ہوا تھا کہ میں کتنے زبردست طریقے سے اپنی کمیونٹی کی نمائندگی
کا وہاں حق ادا کر رہا ہوں۔ جہاں میں انگریزی کو لے اور ہیڈ ماسٹر کا کردار کر رہا ہوں
طلباء کے ساتھ کر دیا تھا۔

آج یہ جھوٹ بولتا ہے کہ میں مسائل کی کر ایک اساتذہ کی دشمنی پال رکھی ہے اور
بعض مسائل سے نالاں رہتے ہیں۔

انشاء اللہ دیگر بیانات بھی گواہان کے روبرو وقت جرح ثابت کروں گا بشرط
کہ مجھے خصوصاً عدالت عالیہ کے مطابق آزادانہ، منصفانہ، غیر جانبدارانہ حقیقت
پسندانہ دیانتدارانہ اور شفاف انکوائری کا موقع دیا جائے۔

جناب والا! ہمارا دین اسلام بھی ہمیں یہی تعلیم دیتا ہے کہ جو الزام
لگاؤ اس پہ گواہ اور ثبوت پیش کرو۔ ورنہ جس شخص کے متعلق یہ تحقیق ہو
کہ وہ جھوٹی قسم نہیں کھا سکتا تو اس سے قسم لے کر فیصلہ کرو اور اگر وہ
جھوٹی قسم کھائے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد۔

جناب والا! اگر میرا کردار شروع سے ہی غلط تھا تو میرے خلاف کس
نے کبھی درخواست دی، خصوصاً زمانہ طالب علمی میں۔

اگست 2012ء میں جب سربراہ ادارہ صاحب نے ادارہ شمس الرحمان
نے مجھے اضافی ڈیوٹی دیتے ہوئے بچوں کو پڑھانے کے علاوہ ان کے امتحانی پرچے
جانچ کی ذمہ داری مجھے سونپی تو اساتذہ مجھ پر برہم ہو گئے اور سب پیڈز ٹیچر
صاحب زادہ شمس کو بلیک میل کر کے اپنے ساتھ ملا کر میرے تبادلہ کی
درخواست دی۔ جسکا میں نے بھرپور جواب دیا اور یہ لوگ اس میں خود
ہی کمشن کر رہ گئے اور پھر اس بات کو دبا دیا گیا۔ لیکن میں اس مسئلہ کو

6- ایف-آئی-آر جن لوگوں کی طرف سے کاٹی گئی اُس نام نہاد ایف آئی
آر پر کسی کے دستخط موجود نہ تھے اور نہ ہی دفتر سپرنٹنڈنٹ کی جانب
سے اُس پر کچھ لکھا گیا تھا اور نہ ہی اُسکے ساتھ دفتر کا کوورنگ لیٹر تھا
بلکہ درخواست پولیس نے ایاز وغیرہ کے ساتھ خود ہی ملی بھگت کرکے غالباً
تھانے میں لکھی اور ایس-ایچ-او SHO کو مخاطب کرنے کی بجائے سپرنٹنڈنٹ
گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار دی بلائنڈ ایبٹ آباد کے نام لکھی گئی اور بعدازاں
صاحبزادہ شمس الرحمان ولد خلیل الرحمان کی طرف سے دستخط کرکے یہ
ظاہر کیا گیا کہ درخواست اسی سپرنٹنڈنٹ کی جانب سے دی گئی ہے اور پولیس
اس غیر قانونی نام نہاد ایف-آئی-آر پر مقدمہ کی کاروائی آگے بڑھائی گئی۔

7- پولیس نے من سائل کی تلاشی کے دوران کوئی بھی چیز برآمد نہ کی اور
بعد کے بقول ایک خالی پیکٹ برآمد کیا گیا۔ جیسا کہ بھی کوئی فوٹو اخذ نہ کیا
کہ اُس پر لکھا ہے فلاں کیمیکل ہے۔ بہرحال من سائل سے کوئی بھی چیز برآمد نہ
ہوئی تھی اور کوئی لکھتا ہے کہ [illegible] فلاں ہے جو ہے وہ گولیاں برآمد کیں اور کوئی
لکھتا ہے فلاں ہے یعنی من سائل کا کوئی بھی نہیں لکھتا۔ لیکن نام نہاد ایف آئی
آر کے ساتھ وہ گولیاں بھی بدقسمتی سے لف کر دی گئیں اور جو پانی ایف-ایس
ایل رپورٹ کیلئے فوراً کور کو سیل کرکے بھیجا جانا چاہئے تھا اور پولیس
جو کہ حسب ضابطہ سترہ گھنٹوں کے اندر اندر پانی کو فرانزک ٹیسٹ کیلئے
بھیجنے کی پابند تھی اُس نے وقوعہ کے ایک ماہ اور چار دن بعد وہ پانی بھیجا اور
وہ بھی ایف-ایس-ایل لیب کو بھیجنے کے بجائے میڈیکل کالج پشاور میں
بھیج دیا۔

اگر اب بھی پانی میں گولیاں موجود تھیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ پولیس
نے ان لوگوں کے ساتھ ملی بھگت کرتے ہوئے خود ہی پانی میں گولیاں ملائیں
کیونکہ مذکورہ رپورٹ میں Phosphine نامی جو ہے مادہ واضح آئی
جس کے بارے میں جب میرے وکیل نامی مشتاق صاحب نے انٹرنیٹ پر
سرچ کیا اور ان کی تھوڑی بھی [illegible] گورنمنٹ کالج کے پرانے طالبات میں

ہو سکتے ہیں اور وہ لوگ میں جا سکتے ہیں۔

انٹرنیٹ پر یہ ہدایت بھی لکھی ہے کہ ایسی صورت میں فوراً Poison control / طبی ماہرین سے رابطہ کرنا چاہئیے یعنی ایسی صورت میں بھی زندگی کا بچاؤ ممکن ہے۔

اب یہ یہاں جواہر ان لوگوں کی جانب سے بیان کی گئی سوالات کو درج کرتی ہے۔

1. اگر میرا کردار شروع سے ہی اچھا نہیں تھا تو مجھے اتنے زیادہ تمغے اور انعامات ادارہ کی جانب سے کیوں موصول ہوتے رہے؟
2. اگر میں اچھا طالب علم نہیں تھا تو میں ان تمام اساتذہ سے لائق کہلوایا ہوں؟
3. اگر میں اچھا طالب علم نہیں تھا تو کیا میری تعلیم میں جو ان اساتذہ کا حصہ ہے اور جو ذخیرہ الفاظ وغیرہ مجھے ان سے ملا کیا یہ اساتذہ انکار کرتے ہیں۔ میں جو یہ کہتا ہوں کہ اس وقت ہمارا نظام تعلیم بہت اچھا تھا تو کیا یہ اساتذہ بھی انکار کرتے ہیں یہ جو اسناد مجھے ان کی جانب سے دی گئیں ان کا بھی۔

میں محمل حسین دانش کو بھی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر بتائے کہ کیا یہ بات درست نہیں ہے کہ وہ میرے ہم جماعت ہونے کے علاوہ کچھ عرصہ میرے ہم علاقہ بھی رہا۔ اور ہم اسلئے علاقہ بھی ملک کہ وہ ایبٹ آباد میں جس گھرانے کے مکان میں رہتے تھے تو اسکے ابے تھے واقع محلہ جلال بابا چوک قریب ہے وہ میں ایک بڑی مسجد تھی وگرہ میری اور اسکی دلچسپی اتنی زیادہ تھی کہ جب ہم شام کو مسجد میں قرآن مجید پڑھنے جاتے تو محمد کو رہ. محمل جو اپنے محلے کی مسجد میں گزر کرتا تھا۔ تو ہماری اس علاقہ میں آنے کے بعد اپنے محلے کی مسجد چھوڑ کر ہمارے ساتھ پڑھنے کیلئے آتا تھا اور ہمارے ساتھ اسکی بڑی اچھی گپ شپ تھی اور یہ میرے علاوہ میرے چھوٹے بھائی اعجاز کا بھی دوست بن گیا تھا۔ ہم جس کسی سے بھی دوستی یا لڑائی کرتے باہم اتفاق سے کرتے تھے اور آج یہ میرے متعلق کہتا ہے کہ

کیمسٹری کے پروفیسر ہیں۔ تو ان سے پتہ چلا کہ Phosphine اصل میں گیس ہے جو کیمیکل ری ایکشن میں کیمیائی مرکبات سے تیار ہوتی ہے جس کا اثر صرف بند جگہ یا بند کمرے میں ہوتا ہے۔ اور پانی میں تو یہ ویسے ہی تحلیل ہو کر ختم ہو جاتی ہے اور خصوصاً ایسی صورت حال میں جبکہ جیسا کہ ان لوگوں کے بقول کور کا ڈھکن بار بار کھولا گیا ہو۔

اسکی مثال کو ہم یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ جیسے ہم کوئی کولڈ ڈرنک مثلاً کوکا کولا وغیرہ لیتے ہیں اور جب اسکا ڈھکن کھولتے ہیں تو ایک دم گیس باہر کو خارج ہوتی ہے اور ہمیں ایک آواز سنائی دیتی ہے۔ اس سے موت واقع نہیں ہوتی سوائے اس صورت کے کہ اسے بند کمرے میں استعمال کیا جائے اس سے صرف مشی گل میں چند لوگوں کی موت واقع ہوئی تھی۔ جسکی وجہ یہی تھی کہ انہوں نے یہ گولیاں بند کمرے میں استعمال کری اور باہر نہیں نکلے ورنہ اس سے ختم ہو جاتی ہے اور پھر اسکا اثر زائل ہو جاتا ہے۔

نیز یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ چوہا بھی جسکے بل وغیرہ میں اگر ایسی گولیاں رکھ دی جائیں تو وہ انہیں تھوڑا تھوڑا اثر کے کھاتا رہتا ہے اور ایک دم نہیں مرتا بلکہ اسکے دماغ پر اثر ہوتا ہے اور وہ پاگل ہو کر ادھر ادھر چکر لگاتا اور بھٹکتے کھاتا رہتا ہے اور ان گولیوں کو بھی کھاتا رہتا ہے اور چند روز بعد وہ کہیں اچانک گر کر مر جاتا ہے۔ جبکہ انسان اور اسکا مدافعتی نظام چوہے کی نسبت قدرت نے بہت مضبوط بنایا ہے

اگر کوئی انسان بند کمرے میں ان گولیوں کو استعمال کرے اور بہت زیادہ مقدار میں استعمال کرے جیسا کہ مشی گل میں ہوا تھا اور کمرے کا دروازہ اور کھڑکیاں نہ کھولی جائیں اور ہوا کو اندر نہ داخل ہونے دیا جائے اور لوگ بھی بہت زیادہ ہوں اور فاصلہ نہ رکھا جائے جسکی وجہ سے ان کا دم گھٹنا شروع ہو جائے تو وہ زیادہ سے زیادہ ان گولیوں کے اثر سے بے ہوش ہو جاتے ہیں جنہیں فوری طبی امداد نہ ملنے کی وجہ سے ان کے گردے ضائع

6- ایم۔آئی۔آر جن لوگوں کی طرف سے کاٹی گئی اُس نام نہاد ایم۔آئی
آر پر کسی کے دستخط موجود نہ تھے اور نہ ہی ڈی سپرنٹنڈنٹ کی جانب
سے اُس پر کچھ لکھا گیا تھا اور نہ ہی اُسکے ساتھ ڈاکٹر کا کوورنگ لیٹر تھا۔
بلکہ درخواست پولیس نے ایاز وغیرہ کیساتھ خود ہی ملی بھگت کر کے غالباً
تھانے میں لکھی اور ایس۔ایچ۔او SHO کو مخاطب کرنے کی بجائے سپرنٹنڈنٹ
گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ فار دی بلائنڈ اسلام آباد کے نام لکھی گئی اور بعد ازاں
صاحب زادہ شمس الرحمان اور خلیل الرحمان کی طرف سے دستخط لے کر یہ
ظاہر کیا گیا کہ درخواست اسی سپرنٹنڈنٹ کی جانب سے دی گئی ہے اور دلوں
اس غیر قانونی نام نہاد ایم۔آئی۔آر پر موقع کی کاروائی آگے بڑھائی گئی۔

7 پولیس نے میرے سائل کی تلاشی کے دوران کوئی بھی چیز برآمد نہ کی اور
بعد کے بقول ایک خالی پیکٹ برآمد کیا گیا۔ جسکا بھی کوئی فرانزک نہ کروا
کہ اُس پیکٹ نے ورثاء پرچہ پیش ہیں۔ بہر حال میرے سائل سے کوئی بھی چیز برآمد
ہوئی اور کوئی ایسا مواد ایسے نہ ملا جس سے جو یہ مار گولیاں برآمد ہیں اور کوئی
ایسا ثبوت نہیں ملا جس سے یعنی میرے سائل کا کوئی بھی تعلق بنتا۔ لیکن نام نہاد ایم۔آئی
آر کیساتھ وہ گولیاں بھی بدقسمتی سے لف کر دی گئیں اور جو پانی ایم۔ایس
ایل رپورٹ کیلئے فوراً کوریئر سیل کر کے بھیجا جانا چاہئیے تھا اور پولیس
جو کہ جس واسطہ بیشتر گھنٹوں کے اندر اندر پانی کو فرانزک رپورٹ کیلئے
بھیجنے کی پابند تھی اُس نے دو ہفتے ایک ماہ اور چار دن رکھ کر وہ پانی بھیجا اور
بھی ڈی۔ایم۔ایس۔ایل لیب کو بھیجنے کی بجائے میڈیکل کالج پشاور میں
بھیج دیا۔
اگر اب بھی پانی میں گولیاں موجود تھیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ پولیس
نے ان لوگوں کیساتھ ملی بھگت کرتے ہوئے خود ہی پانی میں گولیاں ملائیں۔
کیونکہ مذکورہ رپورٹ میں Phosphine نامی جو یہ مار دوا ثابت آئی
جس کے بارے میں جب میرے وکیل نامی مشتاق صاحب نے انٹرنیٹ پر
سرچ کیا اور ان کی کھوکھی مخبر بھی گورنمنٹ کالج برائے طالبات میں

بقول ان لوگوں کے وہ نام نہاد ڈبو دکھائی۔ جو یہ لوگ پیش عدالت بھی نہ کر سکے اور پانچ سال تک عدالت انہیں بار بار موقع دیتی رہی۔

بعد ازاں شاہ لودھے آباد کے بندہ خاص خالد محمود قریشی صاحب P.T.I کے ہمراہ مذکورہ لوکر کو کھول کر اس میں سے چھ ٹکڑے گولیوں کے برآمد کئے۔

بعد ازاں پولیس کو مطلع کیا گیا اور ڈی۔ سی آفس میں بھی شکایت کی گئی اور دفتر D.P.O میں بھی اور اتنی دیر کے بعد جب پولیس ادارہ میں آئی اور من سائل کو ضروری کاروائی مکمل کرنے کے بعد گرفتار کیا گیا اور لوکر کا ڈھکن کھول کر مزید چند ٹکڑے گولیوں کے برآمد کئے۔

الغرض جو بھی گواہ آتا ہے وہ یہی کہتا ہے کہ اس نے چھ ٹکڑے گولیوں کے برآمد کئے۔ حتیٰ کہ تفتیشی میری گرفتاری کے بعد شام سات بجے آتا ہے اور وہ بھی کہتا ہے کہ اس نے چھ عدد گولیوں کے ٹکڑے پانی سے برآمد کئے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ وقت وقوعہ کا کوئی معین وقت ذکر نہیں کیا گیا البتہ اس وقت کے سپرنٹنڈنٹ صاحبزادہ شمس الرحمان کے مطابق وقوعہ دفتری / ڈیوٹی اوقات کے دوران پیش آیا۔ جو کہ آٹھ سے ایک بجے تک ہے اور پولیس کے بقول چار بجے کے بعد F.I.R درج ہوئی اور شام سات بجے کے بعد تفتیشی آتا ہے تو وہ بھی کہتا ہے کہ اس نے پانی سے چھ ٹکڑے گولیوں کے برآمد کئے۔ یعنی یہ وہ عجیب و غریب گولیاں ہیں جو پانی میں حل نہ ہو سکیں یا یہ گولیاں من سائل کے علاوہ ان لوگوں نے خود پانی میں ڈالیں یا یاد دلائی جاتی رہیں جو اتنے گھنٹوں بعد بھی ہر ایک گواہ حتیٰ کہ تفتیشی کی آمد سے قبل پانی میں صحیح سالم موجود رہیں۔ یا تو یہ اُس کی آمد سے کچھ دیر قبل ڈالی گئیں جبکہ من سائل حوالات میں تھا۔ یا اُس کی آمد کے دوران جبکہ وہ کیس ورک میں مصروف تھا اور یا یہ کہانی سرے سے ہی جھوٹی ہے اور کوئی گولیاں نہیں ڈالی گئیں۔

بعد ازاں ان کے بقول میں نے تین دن کے عدالتی ریمانڈ میں پولیس کے سامنے اعتراف جرم کیا۔

بہر حال میرے وکیل نامور مشتاق نے مجھے یہ کہہ کر مایوس کیا کہ باہم دشمنی کی
وجوہات یا دشمنی کے ثبوت کی طرف تو جا ہی نہیں سکتے۔ اس بارے میں مخالفین سے
کوئی ایک سوال بھی نہیں کر سکتے۔ لہذا فوجداری مقدمہ میں F.I.R اور پولیس
کو دئیے گئے زیر دفعہ 161 ضابطہ فوجداری کے بیانات سے باہر نہیں جا سکتے
اور F.I.R اور 161 کے بیانات میں ان لوگوں نے دشمنی کا کوئی ذکر نہیں کیا
نیز معزز جج صاحبان نے بھی اس اہم اور بنیادی سوال کو نظر انداز کر دیا۔

2. ان لوگوں نے میرے متعلق جھوٹی کہانیاں تراشی کہ اس کا کردار شروع سے
ہی خراب طالب علمی سے ہی اچھا نہیں تھا اور بعد از ملازمت اس نے ملازمین کو بھی
بلاوجہ تنگ و پریشان کیا اور ہمارے خلاف بے بنیاد درخواستیں دینا شروع
کر دیں۔ چنانچہ اسکے مشکوک کردار کی بناء پر ہم نے اس پر نظر رکھنی شروع کی۔ اس
کا چال چلن شروع سے ہی اچھا نہیں تھا اور ہم نے اسکی کمزوری کی کبھی نہ الفت کی تھی پہلے
از ان بعد اس پر نظر رکھنی شروع کی اور ادارہ کے رکن جناب عبدالرشید
صاحب کو ایک ملاقات میں ایک شخص کلیم ولد دوست محمد سکنہ دھاڑ ضلع مانسہرہ
جو کہ اسکا دوست تھا اور جس سے اس نے ذکر مانگا مگر اس نے انکار کر دیا اور
مخبری کر کے عبدالرشید قریشی صاحب کو بتا دیا تو انہوں نے ادارہ کے ایک ذریعہ
ہمارے ملازم دلشاد اسپنڈر اور سردار زادہ (ان کے بھانجے) سردار
شاہ نواز احمد ولد محمد یامین کو اس پر نظر رکھنے کو کہا جو واقعہ سے چار روز
قبل ہمیں یہ اطلاع مل چکی تھی چنانچہ شاہ نواز نے اس پر نظر رکھنی شروع
کی اور ایک دن اچانک گھنٹی بجانے کیلئے نکلا تو مسائل کو بھی اچانک
کولر کے پاس موجود پا کر ویڈیو بنانی شروع کی اور چونکہ مسائل کو اوزار
نہیں آتا تھا۔ لہذا ان لوگوں کے بقول مسائل مخبر سے کولر کا ڈھکن کھول
کر اپنی جیب میں سے جو پہلے پڑی گولیوں کا سلٹ نکال کر مٹھی بھر گولیاں
ایک مرتبہ اور پھر دوسری مرتبہ کولر کے اندر پھینک دیا اور ڈھکن بند کر کے
آرام سے چلا گیا۔

3. بعد ازاں شاہ نواز نے اپنے ماموں سردار محمد ایاز کو اس بابت آگاہ کیا اور

بہرحال جناب والا ایک طرف تو ہم کشمیریوں کے مصداق ہیں مجھ نظریہ رکھتے ہیں کہ وہ لوگ جو بھی رد عمل ظاہر کریں یا جس طرح بھی قانون کو ہاتھ میں لیں وہ حکومتی وریاستی امن جبر کا ذریعہ ہے جو ان کے ساتھ روا رکھا جا رہا ہے۔ میں اس موقع پر DGISPR صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے کشمیریوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے فرمایا کہ بلوا فوج اینڈ ڈائریکشن لیمی فلم کے ہیں اور یکجہتی اداروں کو یہ سوچنا چاہیے کہ کیوں کشمیریوں کو اتنا تنگ و پریشان اور محدود کیا جا رہا ہے کہ وہ ایسے اقدامات کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور خود وزیراعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب عمران خان صاحب نے بھی کئی مرتبہ ایسے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ لیکن جناب والا اسی حکومت اور اسی ملک میں اپنے لئے دہرا معیار کیوں۔

کاش جو لوگ مجھے مجرم سمجھتے بھی ہیں وہ کم از کم یہ تو کہیں کہ ناقابل تردید شواہد موجود ہیں کہ فلاں سائل کو اتنا شدید تنگ و پریشان اور محدود کیا گیا جس کے باعث ... کم از کم کوئی بنیادی مسئلہ کی طرف توجہ تو دیتے مگر افسوس ہیں صرف مذکورہ زہر والے مسئلہ کو ہی بنیادی مسئلہ بنا کر اسے میرے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے حالانکہ اس واقعہ میں بھی یہ لوگ خود ملوث ہیں۔ جناب والا اب میں باری باری کچھ اس واقعہ کے حوالے سے مخالفین کی جانب سے پیش کردہ نام نہاد عوامل پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ زہر ملانے کے لئے کوئی نہ کوئی دشمنی ہونی چاہئے جس کو یہ لوگ سامنے ہی نہیں لائے۔ خصوصاً یہ لوگ ثابت کریں کہ انکو ساتھ میری کیا دشمنی تھی۔ گاؤں دیہات میں خصوصاً ماسیوں کی جانب سے جو زہر خورانی کے واقعات پیش آتے ہیں اُسکے پیچھے بھی برسوں پرانی دشمنی ہوتی ہے۔

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ غزوہ خیبر کے بعد جب وہاں قیام کرتے تب ایک یہودی عورت نے نبی کریم ﷺ کی بمعہ صحابہ کرام کی دعوت کی تو دشمنی کی بنا پر کھانے میں زہر ملا دیا۔

بحیثیت مسلمان ہمارے نزدیک سب سے بڑا جرم اللہ تعالیٰ کا انکار اور اسکی ذات کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے لیکن ہم جانتے ہیں کہ اسکی بھی وجوہات ہیں

1. اللہ تعالیٰ کے انکار کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ اُسکی ذات ہمیں ظاہری / جسمانی طور پر نظر نہیں آتی اور مادہ پرستوں نے نظریہ رکھا ہے کہ یہ کائنات خود بخود بن سکتی ہے اور چل سکتی ہے لہذا اُن کے نزدیک اور واقعی یہی ہے کہ کائنات خود بخود بنی اور چل رہی ہے:

2. ذات باری کے ساتھ شریک کی بھی وجوہات ہیں۔ یعنی ابتدائی دور میں جب انسان نے سوچنا شروع کیا تو اپنی محدود سوچ کے باعث مظاہر فطرت کو خدا بنا دیا اور اسی طرح خدا کو بھی بے بس اور کمزور سمجھ کر یہ نتیجہ نکالا کہ ایک اکیلی ہستی سب کچھ نہیں کر سکتی اور اُسے بھی نعوذ باللہ ہماری طرح نظام کو چلانے کیلئے دیگر چھوٹے چھوٹے مددگاروں کی ضرورت ہے۔

II اسی طرح جناب والا! چوری ہو، بدکاری ہو، رشوت خوری ہو تو اُسکی بنیادی وجہ ہمارے ایمان کی کمزوری ہوتی ہے اور چور بھی وہیں حملہ آور ہوتا ہے جہاں اُسے کچھ ملنے کی اُمید ہو۔

III اگر قتل خاندانی و ذاتی جھگڑوں یا دوسروں کی جائیداد و مال ہتھیانے کیلئے ہوتے ہیں کیا خواہ کبھی کوئی کسی کو قتل کرتا ہے۔ اس کا تناسب دنیا میں بہت کم ہے جس کی طرف انشاء اللہ میں بعد میں آؤں گا۔ الغرض دنیا میں جو کوئی بھی جرم ہوتا ہے، اُسکے پیچھے کوئی نہ کوئی نفسیات ہوتی ہے اور امریکہ جیسے نام نہاد ہی نہیں دنیا کے مہذب ممالک میں جرم کی سزا دینا مقصود نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک ثانوی اور انتہائی ضرورت کے تحت ہوتا ہے ورنہ مجرمان کے ساتھ ہمدردی کی جاتی ہے اور تحقیق کی جاتی ہے کہ اُس جرم کے پیچھے آخر وجہ کیا ہے۔

نوٹ: امریکہ جیسے ممالک کو میں نے نام نہاد مہذب اس لئے کہا کہ وہ صرف اپنے اندر کی جرائم کو روکنے اور صرف اپنی اصلاح پر یقین رکھتے ہیں اور دوسروں کو تباہ و برباد کرتے وقت خصوصاً مسلمانوں اور بالخصوص کشمیریوں کی انہیں کوئی پرواہ نہیں۔

ہوتی تھی مگر بوتل موجود تھی۔ اور کولر کی ٹونٹی کیساتھ مٹی جمی ہوئی تھی لہذا وہ پانی ناقابل استعمال تھا۔

شاہ نواز و دلشاد اٹینڈینٹ نے بھی اس بات کی اپنی عدالتی بیان میں تصدیق کی کہ مذکورہ پانی پینے کے قابل نہیں تھا۔

بد قسمتی سے عدالت میں مجھ جیسے ملزم کو بولنے کی اجازت نہیں ہوتی اور وکلاء ہی بولتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ معاملہ چونکہ ان کا ذاتی نہیں ہوتا اور جو کچھ مجھ جیسے شخص پر بیتا ہے وہ ان پر نہیں بیتا ہوتا۔ انھیں جو کچھ زبانی یا لکھ کر بتایا جاتا ہے وہ ان کے لئے کسی طالب علم کو دیئے جانے والے سبق سے کم نہیں ہوتا۔ لہذا انھیں جتنا یاد رہے اور جو بھول جائے ان کی بلا سے۔

لہذا شاہ نواز کے بیان سے قبل ایک ملاقات میں زبانی طور پر میں نے اپنے وکیل (بیرسٹر/کونسل) کو جو اس بابت بتایا وہ انھیں یاد رہا اور انھوں نے اپنے پاس نوٹ کر دیا لیکن جو کچھ لکھ کر دیا تھا یعنی اُس وقت تک کی جتنی درخواستیں جن میں سے بے شمار مذکورہ سپرنٹنڈنٹ کے نام 300 صفحات کی درخواست تھی جس کی انھوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ لہذا جب ثاقب A.T.P ادارہ خالد محمود قریشی صاحب کے بیان کی باری آئی تو میرے وکیل سے معاملہ مس ہینڈل ہو گیا اور وہ خالد صاحب سے اس معاملہ کی صحیح معلومات نہ لے پائے اور جب پوچھا کہ کیا یہ بات درست ہے کہ کولر ناقابل استعمال تھا تو انھوں نے مختصراً "ڈائریکٹ" کہہ دیا۔ "کولر ٹھیک ہے یا ابھی استعمال کیلئے ہے"۔

سروس ٹریبونل نے جس نئی انکوائری کا حکم دیا اُس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ وکلاء سے اتنا رش نہ ہونے کے باوجود جو مجھے عدالت میں بولنے کا موقع صحیح طرح نہیں دیا گیا اور خود بھی وکلاء نے میری صحیح ترجمانی نہیں کی جو باتیں ان سے رہ گئی تھیں وہ انشاءاللہ اس انکوائری اور بعد ازاں ہی کارروائی میں تکمیل پا جائیں گی۔

جناب والا! بنیادی سوال یہ ہے کہ زہر پلانے کیلئے کسی نہ کسی دشمنی کا ہونا ضروری ہے۔ دنیا میں عموماً جو جرائم ہوتے ہیں ان کے پس پردہ بھی کوئی نہ کوئی وجہ ہوتی ہے مثلاً:

برادران) کیسا تھا؟

میں تحمل جیسے لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ جب یہ لوگ الیاس صاحب کے خلاف برسرپیکار تھے اور جب انہیں تنہا کر دیا گیا تھا تو کیا وہ غلط تھے اور یہ لوگ حق پر تھے؟ نیز جب یہ لوگ شمشاد بیگم کو اسی ادارہ میں رکھنے کی جدوجہد کرتے ہیں تو کیا یہ لوگ راہ راست پر ہوتے ہیں؟

میں تحمل سے یہ بھی پوچھتا ہوں اگر یہ بات درست ہے کہ سب لوگوں نے میرے خلاف مقدمہ کرنے کیلئے وکلاء کیلئے جو چندہ اکٹھا کیا۔ تو تحمل نے اس میں حصہ نہیں ڈالا، تو کیوں نہیں ڈالا؟ میں پوچھتا ہوں کہ کیا اس وقت یہ غلط تھا اور باقی تمام لوگ درست تھے؟

میں تحمل سے یہ بھی پوچھتا ہوں کہ جس روز مذکورہ ذرو الا واقعہ پیش آیا یعنی 6-11-2014 کو اس سے چند روز قبل یا ایک یا دو روز قبل میری اس سے ان کمروں کے بارے میں بنے ہوئے گفتگو نہیں ہوئی تھی جو الیاس صاحب کے دور کی تھیں جو ان بھی تھیں اور جو ضرورت تک رہیں تھیں۔ جو کمرے میں اندر رکھے تھیں اور کافی عرصے بعد خالی کئے گئے تھے اور ان کے دور کی یاد تازہ کرتے ہوئے میں نے ان کی بہت تعریفیں کی تھیں؟

کیا اس وقت ادارہ کے پانی کے بارے میں گفتگو نہیں ہوئی تھی جس میں تحمل کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اس وقت یہ بات نہیں ہوئی تھی کہ اس نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ یہ پانی استعمال نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ پانی بہت گندہ ہے اور دوسرے لوگ بھی اسی طرح کی باتیں کرتے تھے کیا۔ تحمل اس جگہ اس عمارت میں ادارہ کو منتقل کرنے کے خلاف نہیں تھا جو ایاز کے ایماء پر ادارہ کو وہاں منتقل کیا گیا تھا جہاں اور دوسری باتوں کے علاوہ یہ دلیل بھی تھی کہ جو لوڈنگ کے ذریعے پانی حاصل کیا جاتا تھا وہ کنواں خشک ہونے کے باعث پانی ذخیرہ میں چلا گیا تھا و ذخیرہ یا جس کی ٹینکی میں یا ٹنکی میں موٹر چلا کر جو پانی بھر جاتا تھا اس میں ایک قول کے مطابق پانی کم اور مٹی زیادہ ہوتی تھی۔ ایک قول کے مطابق آدھا پانی اور آدھا مٹی ہوتی تھی اور ایک قول کے مطابق پانی زیادہ اور مٹی

دیا ہے اور جو بدترین مذکورہ بالا اقدامات ادا کئے ہیں ہمارے اس فرنٹ جو اینٹ آباد میں پہنا پہنا ادارہ ہمارا پہلا بلٹ نادم تھا اسے اتنی بے دردی اور بُرے طریقے سے تباہ و برباد کیا اسکی مثال ملنا ناممکن ہے۔ جو کہ اسکے بدترین ہونے پر دلالت کرتا ہے لیکن چونکہ اُس نے ان لوگوں کو ناجائز طور پر خوش رکھا اس لئے یہ اُسکے گن "گاتے ہیں.

جناب والا! جیسا کہ ہماری کین ورکنگ کی کوششیں ہیں یعنی باہر سے آنے والی رسیاں جنکی ہم کین ورکرز کو بنائی کرکے دینا ہوتی ہے جس پر ادارہ کو آمدنی حاصل ہوتی ہے مگر کین ورکرز سالہا سال تک فارغ بیٹھ کر عیاشی کرتے اور مفت تنخواہیں لیتے ہیں۔ جب تھوڑا ایک دباؤ پڑتا ہے تو اکا دُکا باہر سے کرسیوں کا کام آ جاتا ہے اور بہانہ یہ بنایا جاتا ہے کہ پہلے اس کام کی بہتات تھی مگر اب یہ ناپید ہوتا جا رہا ہے لہذا شمشاد بیگم جیسے افسران کو سٹاف کا کام نہ لینے کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا۔ حالانکہ نہ صرف شمشاد بیگم سے قبل اور بعد ازاں دیگر افسران کے دور میں بھی کام زیادہ آتا تھا صرف شمشاد بیگم ہی کے دور میں کام عموماً کیوں نہیں آیا؟ اگر شمشاد بیگم و دیگر افسران جو اس سے قبل کے ہیں کے ادوار کے طلباء کی علمی و ذہنی سطح کا بھی موازنہ کیا جائے انشاءاللہ معلوم ہوگا کہ شمشاد بیگم کا دور انتظامی و تعلیمی اعتبار سے بدترین دور تھا جو اس کرپٹ سٹاف کی کردار نگری ہے.

جناب والا! کیا سٹاف اس بات کا مجاز ہے کہ فلاں کا آفسر کو لگایا جائے اور فلاں آفسر کو نہ لگایا جائے؟ اسی طرح کیا سٹاف اس بات کا بھی مجاز ہے کہ وہ اپنی کسی کولیگ کے متعلق کاروائیوں میں مداخلت کرتے ہوئے ایسا کام کرے آخر ایسوں کو قابو میں کیوں نہیں لایا جاتا.

میں جمیل جیدون دانش جیسے لوگوں سے پوچھتا ہوں جو میرے متعلق ایسی باتیں کرتے ہیں اور اس بنا پر مجھے غلط کہتے ہیں کہ یہ سب ایک طرف ہیں اور میں دوسری طرف تو جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی بے حسی اور کم عقلی کی انتہا کرتے ہوئے کہا تھا کہ "تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم یہیں بیٹھے رہیں گے" اور موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ "اے پروردگار میں اپنے اور

دیا ہے اور جو بدترین مذکورہ بالا کلمات ادا کئے نیز ہمارے اس فرز جو ایڈٹ
آباد میں یہ کہنا ارادہ ہمارا پہلا بلٹ نادم ہوا اسے اتنی بے دردی اور برے
طریقے سے تباہ و برباد کیا اسکی مثال ملنا ناممکن ہے چونکہ اسکے بدترین ہونے پر دلالت
کرتا ہے لیکن چونکہ اس نے ان لوگوں کو ناجائز طور پر خوش رکھا اس لئے یہ اسکے
گن "گاتے ہیں.

جناب والا! جیسا کہ ہماری کیس ورکنگ کی کوششیں ہیں یعنی باہر سے آنے والی
کرسیاں جنکی ہم کیس ورکر کو نشاندہی کر دینا ہوتی ہے جس پر ادارہ کو آمدنی حاصل
ہوتی ہے مگر کیس ورکر سالہا سال تک نادے بیٹھ کر عیاشی کرتے اور مفت تنخواہیں
لیتے ہیں. جب تھوڑا ایکٹ دباؤ پڑتا ہے تو اکا دکا باہر سے کرسیوں کا کام آ جاتا ہے اور
بہانہ یہ بنایا جاتا ہے کہ پہلے اس کام کی بہتات تھی مگر اب یہ ناپید ہوتا جا رہا ہے لہذا
شمشاد بیگم جیسے افسران کو سٹاف کا کام نہ لینے کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا حالانکہ
نہ صرف شمشاد بیگم سے قبل اور بعد ازاں کے افسران کے دور میں بھی کام زیادہ آتا تھا
صرف شمشاد بیگم ہی کے دور میں کام کم کیوں نہیں آیا اس نے شمشاد بیگم و دیگر افسران
جو اس سے قبل کے گزرے ہیں کہ ادوار کے طلباء کی علمی و ذہنی سطح کا بھی موازنہ
کیا جائے انشاء اللہ معلوم ہوگا کہ شمشاد بیگم کا دور انحطاطی و بلحاظ اعتبار سے بدترین
دور تھا جو اس کرنٹ سٹاف کی کردار کشی کرتا ہے.

جناب والا! کیا سٹاف اس بات کا مجاز ہے کہ فلاں کو آفسر کو لگایا جائے اور
فلاں آفسر کو نہ لگایا جائے؟ اسی طرح کیا سٹاف اس بات کا بھی مجاز ہے کہ وہ اپنی
اسی کونسلنگ کے متعلق کاؤنسلر کارسی میں مداخلت کرتے ہوئے ایسا کام کرے آخر ایکشن
کا لوہیں کیوں نہیں لایا جاتا.

میں مکمل حیرت زدہ ہوں جیسے لوگوں سے پوچھتا ہوں جو ہم کے متعلق
ایسی باتیں کرتے ہیں اور اس بنا پر مجھے غلط کہتے ہیں کہ یہ سب ایک طرف ہیں اور
میں دوسری طرف کو جب بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی بے حسی اور
کمینگی کی انتہا کرتے ہوئے کہا تھا کہ "تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم یہیں بیٹھے
رہیں گے" اور موسیٰ علیہ السلام نے دعائی تھی کہ "اے پروردگار! میں اپنے اور

بلکہ کسی بھی ایسے شخص سے بھی بیان نہیں لئے گئے جو اس نے بار بار لیے اپنا کابینہ دوران ٹیلی فون کال کیے تو کیا تنظیم کا یہ فرض نہ تھا کہ وہ میرے اس مطالبے کو پورا کرتی کہ اسکی ٹیلی فون کالز کا ریکارڈ حاصل کرکے اسکے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جاتی اور اسکے خلاف قرار داد مذمت بھی لائی جاتی مگر میرے بار بار سمجھانے بتلانے کے باوجود بھی یہ مطالبہ پورا نہ ہوا۔

کیونکہ ایاز کے ساتھ شمشاد بیگم کے دیرینہ تعلقات تھے لہٰذا پہلے مذکورہ سردار کراودان کے مرہون تھیں جو شمشاد بیگم کی صورت میں ایک اور مصیبت ہم پر نازل ہوئی؟ دراصل شمشاد بیگم سٹاف کو ناجائز رعائتیں دیتی تھی اور اس نے ادارہ کو تباہ کرنے کیلئے ایسی ایسی بدعات کا آغاز کیا جن کا اس سے پہلے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس نے سٹاف اور طلباء سبھی کو خوش رکھ کر اپنا اقتدار مستحکم کر لیا اور گورنمنٹ سب کی حاضریاں لگا دیتی اور اسطرح اگر بچے نہ بھی آتے تو بھی ہاسٹل کا بجٹ بھی ڈرپ کر لیتی۔ قبل ازیں ہمارے زمانہ طالب علمی سے کر شمشاد سے قبل جناب ذکی یا سیران صاحب کے دور تک جو دور تھا اور صاحب اور فضل محمود صاحب کے دور میں ملازمین پر قدرے سختی کی جاتی تھی اور ڈیوٹی سے کوتاہی بھی جرم تصور کی جاتی تھی۔ لہٰذا سٹاف اور طلباء دو گروہوں میں تقسیم ہے یعنی افسران یا تو سٹاف پر قدرے سختی کرکے بچوں کو خوش کرتے یا بچوں/طلباء پر سختی کرکے اور ملازمین کو ساتھ رکھ کر انہیں خوش رکھتے۔ لیکن شمشاد بیگم نے اپنی مشاطرانہ چالوں کے ذریعے سبھی کو خوش رکھا اور "خود بھی کھاؤ اور کھانے دو" کی پالیسی پر عمل درآمد کرتے ہوئے کسی پر کوئی سختی نہ کی۔ سوائے میرے یا اپنے کسی ذاتی مخالف کے جو کہ گنتی میں چند ہوتے تھے لہٰذا سب اس سے ناجائز طور پر خوش رہے اور ادارہ اپنی تباہی اور بربادی اور بدنامی کی آخری حدوں کو چھو گیا۔

چنانچہ یہاں شمشاد بیگم نے مذکورہ گھٹیا الفاظ استعمال کئے تو میں سائل نے فوری طور پر بذریعہ ٹیلی فون کال ایاز سے رابطہ کرکے

کہہ دیا کہ "اگر آپ کے متعلقین میں سے کوئی یہ کہے کہ میں بلائنڈ کر کھولتا ہوں" تو آپ کا کیا ردِعمل ہوگا۔ پہلے تو وہ انجان بن کر یہ ظاہر کرتا رہا کہ اُسے میری بات سمجھ نہیں آرہی مگر میرے بار بار دہرانے پر کہنے لگا کہ "اگر میرے متعلقین میں سے کوئی یہ کہے کہ میں بلائنڈ کر کھولتا ہوں تو وہ میرے متعلقین میں سے ہو ہی نہیں سکتا" جب میں نے کہا کہ اگر یہ بات میڈم کہے تو؟ اس پر اُس نے کہا کہ "اگر میڈم کہے تو یہ میڈم کا اپنا ظرف ہے میں خود بھی تو بلائنڈ ہوں" لیکن جب اُسے اس بات کا بخوبی علم ہو بھی گیا تو وہ اب تک اپنے چیلوں کے ہمراہ اس کا ناجائز دفاع کرتا ہے اور افسران بھی ناجائز طور پر ایسا کرتے ہیں۔ اور شمشاد بیگم کو ڈس اون کیا جاتا ہے جس کا مجھے انتہائی قلق اور افسوس ہے۔

نوٹ:

مندرجہ بالا عبارت میں میں نے اپنی اُردو کی درخواست میں دانستہ طور پر مذکوران کی باتوں کو ہو بہو نقل کرنے کیلئے دانستہ طور پر اُردو کے لفظ "نابینا" کے بجائے انگریزی لفظ "Blind" استعمال کیا ہے تاکہ ان لوگوں کے الفاظ ہو بہو نقل کئے جا سکیں۔

ایک تو سردار کرادران کو ویسے بھی بدقسمتی سے اس ادارہ و کمیونٹی میں مقدس گایوں کا درجہ حاصل ہے اور خدا پر ایمان، اُس کی بڑائی اور طاقت و جبروت کے اعتراف اور اُسکے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے اعتقاد کے دعووں کے باوجود یہ لوگ اُسکی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور اُسکے اور اُسکے احکام کے کھلم کھلا خلاف باتیں کرتے اور مذاق اُڑاتے ہیں جبکہ مذکورہ سردار کرادران کے خلاف پیٹھ پیچھے کوئی بات کرنا تو درکنار سوچنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ اوپر سے شمشاد بیگم جو انہیں ناجائز دعائیں دیتی تھی تو یہ اور بھی زیادہ سردار کرادران و شمشاد بیگم کی حمایت کیوں نہ کرتے۔

ان لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ شمشاد بیگم ایک بہترین آفیسر تھی جس نے نابینا افراد کے متعلق اپنی حس کھٹیا سرتاج و اعلیٰ حسن رویے کا ثبوت

کی آڑ لینے کی کوشش کی جن میں کہا گیا ہے کہ غیر اخلاقی سرگرمیوں کا حامل یا ایسی سرگرمیوں کا حامل جو تنظیم و ادارہ یا نابینا کالونی کی بدنامی کا باعث ہوں اور ذہنی طور پر غیر متوازن شخص تنظیم کا بنیادی رکن یا عہدہ دار نہیں بن سکتا اور یہ لوگ مجھے ایسا ثابت کرنا چاہتے ہیں حالانکہ یہ لوگ خود ان کردار کے حامل ہیں اور تنظیمی آئین کی اس بنیادی شق پر بھی پورا نہیں اترتے جس میں کہا گیا ہے کہ تنظیم کے ارکان وہی لوگ بن سکتے ہیں جو اسکے نظریات سے متفق ہوں جبکہ یہ لوگ نابینا افراد کیساتھ ظالمانہ رویہ رکھنے والے لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں جو اول وہ ہمارے والدین ہوں، معاشرہ کے دوسرے افراد ہوں یا ہمارے افسران جو مثلاً وہ شمشاد بیگم ہی کیوں نہ ہوں جسکے خیالات نابینا افراد کے بارے میں اچھے نہیں اور یہ سب لوگ مل کر ایسی سوچ کا پرچار اور ایسے رویوں کا اظہار کرتے ہیں جو اس معاشرے میں بھی نہیں پائے جاتے جس سے ہمیں شکایات ہیں اور جسکے خلاف ہم نے اپنی جدوجہد شروع کر دی ہے۔ مثلاً ان لوگوں کے بقول نابینا پن دنیا کی سب سے بڑی برائی سب سے بڑا المیہ، سب سے بڑی مجبوری اور سب سے بڑی لعنت ہے ان کے نزدیک نابینا شخص کیساتھ گھٹیا سے گھٹیا تر سلوک کرنے والا بھی ہمارا محسن ہے کیونکہ اس نے گھٹیا ترین سلوک نہیں کیا اور جو گھٹیا ترین سلوک بھی کرے تو کہتے ہیں کہ یہ بھی ہمارا محسن ہے کہ ہم اس سے بھی زیادہ کے قابل تھے۔ وہ شمشاد بیگم جو سوشل ویلفیئر آفیسر اور نابینا ادارہ کی سربراہ ہونے کے باوجود نابینا افراد کے خلاف باتیں کرتی اور ان لوگوں کے سامنے ہمارے خلاف گھٹیا رویہ کی تائید کرتی اور ہماری نابینائی کو ہمارے گناہوں کی سزا قرار دیتی جو کہ ہم نے ایسی ہی باتوں کی وجہ سے تو معاشرے کے خلاف آواز اٹھائی تھی چہ جائیکہ ہمارے اپنے ہی سربراہان، نمائندگان ایسی باتیں کریں۔ نیز آمنہ نے جو مجھے ٹیلی فون کال پر ایسی باتیں کہیں اور یہ بھی کہا کہ "میں بلائنڈ پر تھوکتی ہوں آپ ہیں بلائنڈ فرینڈ، میں بلائنڈ فرینڈ؟" اور تاریخ کے یہ بدترین الفاظ جو کبھی ظالم معاشرے جسکے خلاف ہم نے اپنی آواز

چنانچہ ہم صرف جمہوریہ نہیں بلکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہیں اگر سب لوگ مل کر بھی برائیوں کو جائز قرار دیں یا اقلیتوں کی مذہبی آزادی اور ان کو بالکل ختم کرنے کی بات کریں تو یہ بات پوری دنیا میں کہیں بھی قابل قبول نہیں ہے اور ہر جگہ جمہوریت مشروط ہے۔

چنانچہ نام نہاد جمہوری اور عوامی نمائندگان جب اس بات کی آڑ لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہمیں کوئی بھی نہ روکے خواہ وہ سپریم کورٹ آف پاکستان ہی کیوں نہ ہو۔ ہم جو کچھ بھی کریں کیونکہ ہمیں جمہور کی حمایت حاصل ہے تو یہ سراسر غلط ہے۔

اگر کوئی شخص انتخابات ہار جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کے جینے کا حق یا اسکے دیگر بنیادی حقوق بھی اُس سے چھین لئے جائیں گا

تاہم ان لوگوں کا میرے متعلق [illegible] ہونے کا [illegible] بالکل غلط ہے لیکن [illegible] تسلیم کرتے [illegible] [illegible] چاہتا ہوں کہ آپ بھی [illegible] ظالم کیساتھ

جناب والا! کیا ان لوگوں کو غلط ثابت کرنے کیلئے ایک یہی دلیل کافی نہیں کہ یہ معزز افراد کیسا توط امانہ رویہ اختیار کرنے والوں کا ساتھ دیتے ہیں جو کہ اداروں و تنظیمات کے بنیادی اغراض و مقاصد اور قواعد و ضوابط کے خلاف ہے۔ چنانچہ ان سے نکلنا تو ان کو چاہئے لیکن نکالا مجھے جاتا ہے۔

اگر یہ لوگ میری مقبولیت سے خائف نہیں تو میری تنظیمی رکنیت کیساتھ کیوں چھیڑ چھاڑ کی جاتی ہے اور کیوں اسے مشکوک اور متنازعہ بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ میرے خلاف دائر شدہ فوجداری مقدمہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی جس سے الحمدللہ اللہ نے مجھے بری کیا۔

یہ لوگ میرے نابینا ہونے اور ضلع ایبٹ آباد کے رہائشی و سکونتی، طالب علم اور ولادت سے نابینا ہونے کو تو نہیں جھٹلا سکتے تھے۔ کیونکہ میری تنظیمی رکنیت کا کیس چونکہ مضبوط تھا اور یہ مجھے تنظیم سے نہیں نکال سکتے تھے پہلا انہوں نے تنظیم P.A.B (پاکستان ایسوسی ایشن آف دی بلائنڈ) کی ضلعی شاخ ایبٹ آباد کے آئین کی ان شقوں

جناب والی! اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک شخص کے قتل میں خواہ پورا شہر ہی شریک ہوں تو اُسے قصاص میں قتل کر دیا جائے گا اور یہ کہیں کہا گیا ہے کہ اگر ایک شخص کے قتل میں پوری مخلوق شریک ہو گی تو اللہ تعالیٰ اُس ایک شخص کی وجہ سے ساری مخلوق کو جہنم میں ڈال دے گا۔

یہاں تو صرف کہا جا رہا ہے کہ پوری مخلوق بھی غلط ہو سکتی ہے اور ایک بندہ بھی ٹھیک ہو سکتا ہے۔ جناب والی! اگر یہ سب لوگ مل کر مجھے قتل کر دیں اور قانون کو ہاتھ میں لیں تو کیا پھر بھی آپ یہی کہیں گے کہ کیا یہ سب غلط ہیں اور یہ اکیلا ٹھیک تھا۔

جناب والی! جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ جب کوئی کسی پر بدکاری کی تہمت لگائے تو شریعت کہتی ہے کہ تم کم از کم چار ایسے گواہ لاؤ جو شہادت کے معیار و نصاب پر پورا اُترتے ہوں ورنہ گواہ گواہ سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں کیوں نہ ہوں اور مدعا علیہ اکیلا ہی کیوں نہ ہو تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ کیا تم اکیلے صحیح ہو اور باقی سب غلط ہیں؟ سب گواہوں کو کوڑے لگیں گے۔

یہی وجہ تھی کہ پورا پاکستان کہہ رہا تھا کہ آسیہ مسیحی کو پھانسی دو مگر عدالت عظمیٰ نے اُسکو بری کر دیا اور قرار دیا کہ سب گواہان ذاتی بغض و عناد کی وجہ سے یا تو مدعا علیہ پر دباؤ ڈال دیتے تھے یا اسکا احتمال ہے جس پر ملزم کو سزا نہیں دی جا سکتی۔

چنانچہ پورے کیس میں بھی ہمیشہ کی طرح یہ لوگ میرے خلاف جھوٹے گواہ لے کر گئے اور ذلیل و خوار ہو کر واپس آئے۔ جناب والی اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ فاسق لوگوں کی گواہی قبول مت کرو۔

جناب والی! ہم سب یہ بھی جانتے ہیں کہ جب امام ابو حنیفہ رحمۃ کا دیگر آئمہ کرام سے اختلاف ہو جاتا ہے اور وہ اکیلے رہ جاتے ہیں اسلام میں تو کبھی بھی یہ معیار نہیں رہا کہ اکیلا آدمی ہمیشہ غلط ہوتا ہے اور باقی لوگ ہمیشہ درست ہوتے ہیں۔ اسلام میں اگر جمہوریت کی گنجائش ہے بھی تو بہت محدود اور صرف مباحات کے اندر۔